29/8

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۶ر اگست ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲/ روپے

اَحَادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ — حضرت لاہوری قدس سرہٗ

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعٰوِیَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِیْهِ رَكْعَتَیْنِ وَصَلَّیْنَا مَعَهٗ وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِیْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ ثَلَاثًا فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُهْلِكَ اُمَّتِیْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِیْهَا وَسَاَلْتُ اَنْ لَّا یُهْلِكَ اُمَّتِیْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِیْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا یَجْعَلَ بَاْسَهُمْ بَیْنَهُمْ فَمَنَعَنِیْهَا (رواہ مسلم)

ترجمہ: سعدؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی معٰویہ کی مسجد کے پاس سے گذرے۔ اس میں داخل ہوتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ پڑھی اور بڑی دیر تک اپنے رب سے دعا کی۔ جب نماز اور دعا سے فارغ ہوئے تب فرمایا۔ مَیں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگی تھیں دو تو مجھے دے دیں اور ایک نہیں دی مَیں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امّت کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔ یہ تو مجھے عطا فرما دی اور مَیں نے سوال کیا کہ میری امّت کو غرق کرنے کے عذاب سے ہلاک نہ کرے یہ دعا بھی قبول فرمائی۔ اور مَیں نے اس سے سوال کیا کہ ان کی آپس میں لڑائی بھی نہ ہونے پائے سو یہ قبول نہ فرمائی۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی التَّوْرٰىةِ فَقَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِی التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِی الْقُرْاٰنِ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَّعْفُوْ وَیَغْفِرُ وَلَنْ یَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَیَفْتَحُ بِهَا اَعْیُنًا عُمْیًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ: عطاء بن یسارؓ سے سے روایت ہے انہوں نے کہا مَیں عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملا۔ مَیں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفت توراۃ میں آئی ہے وہ بتلائیے۔ انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم تحقیق وہ توراۃ میں بعض ان صفتوں سے موصوف ہیں جو قرآن میں ذکر کی گئی ہیں اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور امیتوں کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ تیرا نام مَیں نے متوکل رکھا ہے نہ بدخو ہے اور نہ سخت دل ہے اور نہ بازاروں میں غل مچانے والا اور برائی کا بدلہ برائی نہیں کرے گا بلکہ درگزر کرے گا اور بخش دے گا اور اللہ اسے

(باقی ۱۳ پر)

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

حضرۃ لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

دراصل دولت بُری چیز نہیں ہے

(آخری قسط)

ان حرام خوریوں کا نتیجہ کیا نکلا ہوا ہے کہ لاہور کے اخباروں میں محتاط رپورٹ کے نام سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ لاہور میں پانچہزار اڈے زنا کے پرائیویٹ ہیں۔ یعنی یہ اڈے گھریلو ہیں جو سرکاری سند یافتہ چکلوں کے علاوہ ہیں۔ اس بے حیائی کا سب سے بڑا سبب حرام خوری ہے۔ کیا انگریز کے وقت میں سرکاری خزانے سے اتنا بڑا غبن ہوتا تھا، جتنا اب ہوتا ہے۔ کیا اس غبن کی مقدار لاکھوں تک نہیں پہنچتی؟ کیا یہ پبلک کے خون پسینہ کی کمائی ٹیکسوں کے ذریعہ ملک کی اصلاح کے نام سے جمع نہیں کی جاتی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ لاہور کے ایک مؤقر جریدہ نے لکھا تھا کہ حکومت پاکستان کے وزراء اور اعلیٰ حکام کے سرکاری بنکوں میں جمع شدہ روپے کا جائزہ لینا چاہیئے۔ کہ اس عہدہ پر فائز ہونے سے پہلے بنک میں ان کا کتنا روپیہ تھا اور اب کتنا ہے۔

زبانِ خلق نقارۂ الٰہی است

کیا اسی مشہور مقولے کی بناء پر لاہور کی گلبرگ آبادی کے متعلق ٹانگے والوں کی زبان پر یہ لفظ نہیں ہیں کہ رشوت پور سے سواریاں لایا ہوں یا رشوت پور سواریاں لے کر جا رہا ہوں۔ اور کیا لاہور کے دنیا داروں کے متعلق یہ فقرہ عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا کہ "زنا تو ایک فیشن ہو گیا ہے"۔ یعنی زنا کرنے والے بھی فیشن ایبل اور کرانے والیاں بھی فیشن ایبل —— میرے بھائیو! جب کوئی قوم اتنی مسخ ہو جاتے کہ برائی اور بے حیائی کو بُرا ہی نہ سمجھے بلکہ اسے اپنا فیشن یعنی تمدّن بنا لے وہ قوم دنیا میں زندہ رہنے کے قابل ہے؟ کیا لوط علیہ السلام کی قوم میں یہی مرض نہیں تھا، کیا انہوں نے بدمعاشی کو فیشن نہیں بنا لیا تھا؟

وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ ط فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

(سورہ العنکبوت رکوع ۳ - پ ۲۰)

ترجمہ: اور اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو سو ان کی قوم کا جواب بس یہ تھا کہ ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

ناجائز طریقہ پر خرچ کرنیوالے

وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَمَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ۝

(سورۃ النساء ع ۶ پ ۵)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے مالوں کو دکھاوے میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور جس کا شیطان ساتھی ہوا تو وہ بہت بُرا ساتھی ہوا۔

میں یہ نہیں کہتا

کہ کلمہ گو مسلمان کا اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان نہیں ہے ہاں جس طرح ایک کافر محض لوگوں کو اپنی شان دکھانے اور لوگوں سے شاباش لینے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔ اسی طرح عام طور پر مسلمان بھی اس ریاء کے مرض میں مبتلا ہیں۔ شادی کے موقع پر یا حکّام کی دعوتوں کے موقع پر اکثر محض نام و نمود کے لئے زردہ، پلاؤ، قورمہ، ساگ گوشت فیرنی، روغنی نان وغیرہ کھانے بافراط پکائے جاتے ہیں۔ کہ ۸ بجے صبح سے کھانے والوں کا تانتا شروع ہوتا ہے اور ۲۔۳ بجے تک بمشکل ان کی آمد ختم ہوتی ہے۔ اوران کھانے والوں میں یتامیٰ، مساکین وغیرہ مستحقین تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ ہاں بچا کھچا کھانا جس طرح بھنگی کو دیا جاتا ہے اسی طرح شاید کوئی مسکین بھیک مانگنے والا بھی لے جائے

ریا شرک ہے

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ان اخوف ما اخاف علیٰ اُمتی الشرک الاصغر قالوا یا رسول اللہ وما الشرک الاصغر قال الریاء۔

ترجمہ: بے شک اپنی اُمت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ چھوٹے شرک کا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ریا یعنی دکھلاوا۔

دکھاسنے کے علاوہ

مسلمان بیٹیوں کو جہیز دیتے ہیں تو دکھلاوے کے لئے۔ اسی لئے تو بیٹی کا جہیز نمائش کے لئے پھیلا کر دیتے ہیں۔ رخصتی کے وقت پلنگ پر بستره بچھا ہُوا ہوتا ہے بلکہ رکھا ہُوا ہوتا ہے۔ نئے قلعی شدہ برتن دو دو تین تین کرکے مزدوروں کی ٹوکریوں میں رکھ کران کے سروں پر اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ سب نمائش اس لئے کی جاتی ہے تاکہ سب لوگ دیکھ کر لڑکی والوں کی تعریف کریں کہ انہوں نے بڑا جہیز دیا ہے۔ اور یہی شرک اصغر ہے۔

حاصل لڑکی کی شادی کا حاصل یہ نکلا کہ دولھا لڑکی بھی لے گیا سسرال کا گھر بھی لوٹ کرلے گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض ہو گئے۔ حضور انورؐ کی ناراضگی کے باعث اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو گئے۔ گویا دنیا کا خسارا بھی اٹھایا اور عاقبت بھی لڑکی والوں کی برباد ہو گئی۔ پاگل اس کو شادی کہتے ہیں اور خدا پرست اسے بربادی کہتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۵

احادیث کی شہادت

ترجمہ: ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندوں پر کسی دن کی کوئی صبح نہیں ہوتی مگر دو فرشتے (آسمان سے) اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے۔ اے اللہ! (تیری راہ میں) خرچ کرنے والے کو اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ اے اللہ! (تیری راہ میں) خرچ نہ کرنے والے کا مال برباد کر۔ (متفق علیہ)

حاصل یہ کہ مالداروں کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ اگر شرعاً مال جمع کرنا ہی ممنوع ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب کس طرح دی جاتی۔

ترجمہ: ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! (میری راہ میں) خرچ کر، میں تم پر خرچ

(باقی پر)

خدام الدین



جلد ۲۹ • شمارہ ۸
۱۶ ر ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ • ۲۶ راگست ۱۹۸۳ء

رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

احادیث الرسولؐ
حضرت لاہوری کی باتیں
بڑی خرابی سے اپنے آپ کو بچائیں (اداریہ)
دین اسلام کی نمایاں خصوصیات (خطبہ جمعہ)
ماہانہ مجلس ذکر سمن آباد لاہور
الہلال اور عالم اسلام
شب و روز وغیرہ

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

مولانا عبید اللہ انور نے کاسموز ٹنگ پریس میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بڑی خرابی سے اپنے آپ کو بچائیں

○ ضیاء گورنمنٹ اپنی زندگی کے چھ سال پورے کرکے ساتویں سال میں قدم رکھ چکی ہے۔

○ جس پس منظر میں یہ حکومت برسراقتدار آئی تھی اس کے پیشِ نظر بڑے بڑے جمہوریت نوازوں نے اس کا خیر مقدم کیا۔ مٹھائیاں بانٹیں اور اپنے دعوائے جمہوریت کے باوصف اس فوجی حکومت کے ساتھ عملی تعاون کیا۔

○ چندے بعد جب لوگوں کو احساس ہُوا تو وہ نہ صرف حکومت کے تعاون سے دست کش ہو گئے بلکہ ان کے اور حکومت کے درمیان اختلافات کی خلیج حائل ہوتی گئی جس نے اب مخالفت و محاذ جنگ کی سی صورت اختیار کر لی ہے۔

○ اس میں شک نہیں کہ بیدار مغز، باہمت، مدبّر اور باصلاحیت سیاستدان ہمارے ہاں عنقا ہیں۔ اور اسی قماش کے لوگوں نے یہاں فوجی حکومتوں کا راستہ کھولا۔ لیکن یہ بات بھی مسلّم ہے کہ فوجی حکومتوں نے بھی اچھے نقوش نہیں چھوڑے۔ ایک فوجی سربراہ کے دَور میں تو پاکستان دولخت ہُوا اور اب وعدہ خلافیوں کی ایک طویل داستان ہے جو بڑی دکھ بھری اور المناک ہے۔

○ اس دور میں اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ آخری دین اور نظام حیات کو جس طرح اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھایا گیا وہ اندوہناک امر ہے ——— دین دشمن طاقتیں بالخصوص مرزائی اور سبائی اس دور میں بہت ہی پلے بڑھے اور انہوں نے سرکاری سرپرستی میں مسلّمہ عقائد کو مجروح کرنے کے ساتھ ساتھ امت میں انتشار و تفریق کے دروازے چوپٹ کھول دئے۔

○ پاکستان کی شمالی سرحد پڑوسی ملک افغانستان کے مخصوص حالات

کے سبب آتش فشاں بن چکی ہے اور اسے آتش فشاں بنانے میں ہماری حکومت، بعض سیاسی پارٹیوں اور ہمارے خود غرض، منافق اور بے راہ رو حلیف امریکہ کا زبردست ہاتھ ہے۔

○ دوسری طرف صوبہ سندھ کے اندرونی حالات کسی طرح نارمل نہیں، علاقائی مفادات وہاں پوری طرح جوان ہو چکے ہیں جس کا اندازہ جمہوریت نوازوں کی حالیہ تحریک سے ہو رہا ہے۔

○ قوم کا مجموعی مذاق لہو و لعب کا رسیا ہو چکا ہے۔ عیدین کے مقدس تہوار ہوں یا آزادی کا دن یا اور اسی قسم کے مواقع جنہیں ہم نے اپنی جدت پسندی اور بدعت نوازی سے مقدس تہوار بنا دیا ہے۔ سبھی میں جی بھر کر کھیل کود کا مظاہرہ ہوتا ہے گویا ہم مادر پدر آزاد ہیں کہ خوشی و غمی کے کسی موقعہ پر کسی ضابطے کے پابند نہیں۔ اس ذوق تماشہ کو حکومتی سرپرستی نے اور چار چاند لگا دئیے ہیں اور اب بظاہر واپسی مشکل ہو رہی ہے۔

○ صدر مملکت کی ۱۲ راگست اور ۱۴ راگست کی تقریریں مخصوص عناصر کی واہ واہ کے باوجود قوم کو مطمئن نہیں کر سکیں اور تحریک کے پردے میں توڑ پھوڑ کا افسوسناک عمل شروع ہو چکا ہے۔

○ ان گوناگوں پریشانیوں کے باوصف ایک مخصوص طبقہ یہاں فرقہ واریت کے عفریت کو بھی پال پوس رہا ہے اور اوقات جیسے محکمہ جات کے سرکاری ملازمین تک اس مکروہ عمل میں برابر شریک ہو کر خرابی کا سامان کر رہے ہیں۔

ان حالات میں

ضروری ہے کہ ارباب حکومت و سیاست اور اہل علم و دانش مفاد وطن کی غرض سے سر جوڑ کر اصلاح احوال کی فکر کریں اور کسی بڑی خرابی سے قبل حالات کے سامنے بند باندھ دیں ورنہ موج بلا کے سامنے کوئی بھی ٹھہر نہ سکے گا۔

اللہ تعالےٰ وطن عزیز کا محافظ ہو اور ہمیں نیکی و تقوےٰ کی زندگی نصیب ہو۔

علی ۲۲ راگست ۱۹۸۳ء

شمسُ الحق والمِلّة

امام العصر حضرت العلام السیّد محمد انور شاہ قدس سرہٗ کی بزم علم کے ایک اور گوہر شب چراغ مولانا السیّد شمس الحق افغانی انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

○ شاہ صاحب قدس سرہٗ اور مادر علمی دیوبند کی علمی روایات کے امین و حامل ہونے کا جن حضرات کو پوری طرح شرف حاصل تھا ان میں مولانا کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔

○ تکمیل علوم کے بعد اپنی مادر علمی میں تدریسی خدمات انجام دینے کا انہیں شرف حاصل ہوا۔

○ بلوچستان سے ملحقہ ریاست قلات (جو اب اس صوبہ کا حصہ ہے) اس میں بطور وزیر معارف انہوں نے خدمات انجام دیں اور ایک مدبر و بیدار مغز وزیر کے طور پر اپنی عظمتوں کا لوہا منوایا۔

○ بہاولپور اسلامی یونیورسٹی میں شیخ التفسیر کے منصب جلیل پر فائز رہ کر انہوں نے علم و دانش کی بزم کو رونق و جلا بخشی۔

○ اہل سنّت و جماعت کے مدارس کی تنظیم وفاق المدارس العربیہ کے پہلے صدر ہونے کا انہیں اعزاز حاصل ہوا۔

○ پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل میں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

○ مفتی محمود مرحوم کے چند ماہی دور حکومت میں صوبائی قوانین کی اسلامائزیشن کے لئے بننے والے کمیشن میں بطور ممبر آپ نے خوب کام کیا۔

○ دارالعلوم دیوبند کے علاوہ پاکستان کے متعدد مدارس میں انہوں نے تدریسی خدمات کے ذریعہ ہزاروں

(باقی ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ — ضبط و ترتیب: علوی

دین اسلام کی نمایاں خصوصیات

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ:۔

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم:—

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ صدق اللّٰہ العلی العظیم۔ (المائدہ)

بزرگان محترم، برادران عزیز!

قرآن کریم کی یہ مشہور آیت کریمہ ہے جو تلاوت ہوئی۔ یہ حضور اقدس سرور کائنات محمد عربی علیہ السلام پر حجۃ الوداع کے موقع پر عین میدان عرفات میں نازل ہوئی — ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا کہ اس قسم کی آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو یوم عید قرار دیتے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ کا دن، میدان عرفات اور حج کا مبارک اجتماع اس آیت کی یاد منانے کو کافی ہیں۔ اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے — اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"آج ہم نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔"

گویا حضرت آدم علیہ السلام سے جس وحی ربانی کا سلسلہ جاری ہوا تھا اب اس کی تکمیل ہو گئی اور دین اسلام جسے آج لوگوں نے محض چند عبادات کا مجموعہ سمجھ لیا ہے وہ اپنی انتہا کو پہنچ کر ایک نعمت کبریٰ کی شکل میں سامنے آگیا — اسلام مذہب نہیں کہ محض چند عبادات کا مسئلہ ہو بلکہ دین ہے جو پوری زندگی پر حاوی ہے۔ یہ دین ہم تک کسی حکیم و فلسفی اور کسی دانشور کے ذریعہ نہیں پہنچا بلکہ اس کا ذریعہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ جنہیں رب العزت اپنے بندوں میں سے چنتا اور انہیں وحی سے سرفراز فرماتا ہے — ان حضرات انبیاء کی جو شان ہے اس کا ذکر سورۃ النجم میں ہے۔

"اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ (قرآن) تو حکم خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے"۔ (النجم ۳ و ۴)

دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کی کچھ خصوصیات نہ ہوں ہر زندہ اور متحرک اور جاندار شئی کی خصوصیات و امتیازات ہوتے ہیں۔ دین اسلام جو سب سے زیادہ زندہ و جاندار اور متحرک حقیقت کا نام ہے اس کی بھی کچھ خصوصیات ہیں۔ جن کا ذکر آج کی صحبت میں مقصود ہے۔

پہلی خصوصیّت
عقیدہ پر اصرار

برادران اسلام! اس حقیقت سے غافل نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام

سے نبی آخر الزماں علیہ السلام تک تمام انبیاء و رسل ایک معین عقیدہ کی دعوت دیتے رہے ہیں۔ یہ عقیدہ ان کا خود ساختہ اور من گھڑت نہ تھا بلکہ اس کی بنیاد وحی الہٰی تھی ہر دور کے نبی کو سب سے زیادہ مشکلات اسی راہ میں پیش آئیں لوگوں نے ترغیب و تحریص اور تخویف و جبر کے تمام ہتھکنڈے استعمال کئے تاکہ نبی عقیدہ کی دعوت سے دست بردار ہو جائے اور ان کے مفادات پر زد نہ پڑے یا کم از کم اس قسم کی مفاہمت ہو جائے کہ فریقین کی بات اپنی اپنی جگہ رہ جائے لیکن اللہ کا نبی اس قسم کی کسی بات کا روادار نہیں ہوتا۔ وہ بیٹے کی محبت، باپ کی شفقت اور بیوی کے تعلق تک کو قربان کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مختلف انبیاء کی سیرتوں سے واضح ہے۔

وہ انی مہاجر الی ربی کہہ کر اپنی سرزمین و وطن کو خیرباد کہہ دیتا ہے اور مفاہمت کی ہر دعوت کو ٹھکرا کر لکم دینکم ولی دین (سورۃ الکافرون) کا ٹھوس اعلان کر دیتا ہے۔ اس کا نعرہ ہوتا ہے انا براء منکم ومما تعبدون من دون اللہ (ممتحنہ) کہ ہیں تم اور تمہارے جھوٹے خداؤں سے بیزار اور بری ہوں۔ وہ صاف کہتا ہے۔ ان اتبع الا ما یوحیٰ الی (یونس) ہیں صرف اسی چیز کی اتباع کرونگا جو میری طرف بصورت وحی آئی ہے اور کسی کی شوریٰ شوری اور ہنگامہ آرائی سے متاثر ہو کر عقیدہ کے بگاڑ، افکار کی کجی اور انحراف کی راہ کو معاف نہیں کرتے، بلکہ وہ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اپنا عقیدہ درست کرو اور اپنی فکر صحیح کرو —— عقیدہ کے معاملہ میں نبی کے احساس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے چچا ابو طالب سے اتنے تعلق کے باوجود صاف کہہ دیتے ہیں کہ اس کی کفر پر موت اسے جہنم کی آگ سے محض میرے تعلق کی وجہ سے نہیں بچا سکتی۔

دوسری خصوصیت
رضائے الٰہی

دوسری خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جو کچھ لے کر آتے ہیں چونکہ اس کو تسلیم کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کا نتیجہ رضائے الٰہی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس لئے اللہ کا نبی اپنی تمامتر مساعی اور جدوجہد بھی اسی جذبہ سے کرتا ہے اور اس پر کسی قسم کے اجر و مزدوری کا مطالبہ نہیں کرتا۔ وہ قوم کے افراد سے واشگاف لفظوں میں کہتا ہے ان اجری الا علی اللہ کہ میرا اجر اور معاوضہ اور مزدوری میرے اللہ کے ذمہ ہے —— چونکہ مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے اس لئے اپنی مشکلات اور پریشانیوں کا ذکر وہ اپنے رب کے سامنے تو کر دیتے ہیں کہ اس کے بغیر کس کے سامنے شکایت کریں؟ وہی تو ایک ہے جس کے قبضہ میں سب کچھ ہے اس کے آستانے پر فریاد نہ کریں تو کس سے کریں؟ لیکن لوگوں کے سامنے وہ نہ فریاد کرتے ہیں نہ غمی اور پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ حوصلہ، تحمل اور بردباری و استقامت کا پہاڑ ہوتے ہیں اور رات دن کے کسی حصہ میں اپنے مقصد سے تغافل نہیں برتتے۔ حضور علیہ السلام طائف تشریف لے گئے تو اہل طائف نے جس بدتمیزی و بے راہروی کا مظاہرہ کیا اس پر آسمان لرز اٹھا لیکن حضور علیہ السلام نے اس شدید اضطراب اور پریشانی کے عالم میں کہا تو صرف یہ کہ:۔

"اے میرے خالق و مالک! اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں میں تحقیر کی بابت تیرے سامنے میں فریاد کرتا ہوں تو سب

رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے — درماندہ اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے۔ مجھے کس کے سپرد کر رہے ہیں؟ کیا بیگانہ ترش رو کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے"

اور پھر کمال درجہ صبر و حوصلہ کے ساتھ عرض کیا:

"کہ اگر تیرا غضب مجھ پر نہیں تو ان تکلیفوں کی مجھے پروا نہیں اور تیری عافیت میرے لئے سب سے زیادہ وسیع ہے"

تیسری خصوصیّت
غیرت و حمیّت

تیسری خصوصیت دین اسلام کے معاملہ میں انبیاء کا غیرت مندانہ طرز عمل ہوتا ہے۔ دین خود اپنے ماننے والوں سے غیرت کا تقاضہ کرتا اور انہیں بے حمیتی سے باز رکھتا ہے۔ اس کی نمایاں مثال وہ ہے کہ جب طائف فتح ہوا اور اہل طائف مسلمان ہوئے تو انہوں نے مرکزی بت کو تین سال تک باقی رکھنے کی درخواست کی، — خدا معلوم اس طرح وہ اپنے قلب میں سالہا سال کی بت پرستی کی محبت کی تسکین چاہتے تھے یا پیغمبرؐ کا امتحان مقصود تھا؟ تین سال کے بعد دو سال، پھر ایک سال حتیٰ کہ چند ساعت کی مہلت نہ ملی۔ اور حضور علیہ السلام نے مدینہ طیبہ سے دو آدمی بھیج کر اس کو فوراً تڑوا دیا —— اس غیرت کی ایک اور مثال فاطمہ مخزومیہ کے معاملہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی سفارش پر حضور علیہ السلام کا جواب تھا کہ اسامہ سے ہزار لاڈ کے باوجود ان کا سختی سے محاسبہ کیا اور پوچھا کہ حدود الٰہی میں اس جرأت کا کیا سبب ہے؟ اور فرمایا:۔

"کہ پہلی امتوں کی ہلاکت کا سبب معاشرہ کے افراد میں یہی غیر متوازن رویہ تھا کہ بڑوں نے قصور کیا تو معاف کر دیا چھوٹوں نے کیا تو سزا دے ڈالی —— ایسا یہاں نہ ہوگا"

اور ایک مثال جبلہ ابن ایہم غسانی کی ہے جو آل جفنہ کے بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے حضرت فاروق اعظم رضؓ کے ساتھ حج کا قصد کیا دوران طواف اس کی چادر پر ایک غریب فزاری کا پاؤں آ گیا تو اس نے اسے تھپڑ رسید کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقدمہ کا فیصلہ سنایا کہ فزاری سے معافی مانگ لو ورنہ تھپڑ کھاؤ گے اس نے ارتداد کی راہ اختیار کی بھاگ گیا لیکن فاروقی غیرت نے اسلام کے عدل پر آنچ نہ آنے دی۔

چوتھی خصوصیّت
آخرت کی سعادتوں کا حصول

ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اہل دنیا کو یہ بات سمجھاتے ہیں کہ یہ دنیا بڑی بے ثبات، فانی اور ختم ہونے والی ہے۔ اس کے بالمقابل آخرت کی نعمتیں لازوال اور ابدی حقیقت ہیں۔ اس دارِ فنا میں دل مت لگاؤ اور اپنا تمام تر خیال و دھیان آخرت پر رکھو تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا۔ (القصص) کی تبلیغ وہ بڑی شدومد سے کرتے ہیں۔ دنیا کی لذتوں میں کھوئے ہوئے انسانوں کو وہ کہتے ہیں کہ یہ دنیا لہو و لعب اور کھیل تماشہ ہے۔ یہاں بڑی بڑی تہذیبیں ابھریں اس کی دھرتی پر بڑی بڑی قومیں سامنے آئیں لیکن خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں۔ آج ان کا کوئی نام و نشان نہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ اللہ کی یاد میں مستغرق و منہمک ہیں جو دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھتے اور اس کے لئے تیاری کرتے ہیں ان کا

تذکرہ ہمیشہ رہتا ہے اور ان کی یادیں تاریخ کے انمٹ نقوش بن جاتے ہیں ـــــــ اس لئے خدا کا نبی اسی رخ پر چلتا اور اور اسی رخ پر چلاتا ہے۔ وہ قرآن کی آیات اور اپنے فرامین کے ذریعہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی نعمتوں کا تذکرہ بڑے دلنشیں انداز میں کرتا اور جنت کی دل لبھا دینے والی نعمتوں کو اس مؤثر پیرایہ میں بیان کرتا ہے کہ دل بے ساختہ اس طرف کھنچتا ہے اور جو اس کی دعوت کو قبول کر لیتے اور اپنا لیتے ہیں ان کے نزدیک دنیا واقعی پانی کا بلبلہ اور سمندر کی جھاگ کی مانند ہو جاتی ہے وہ اپنی تمام کاوشوں کا محور آخرت کی نعمتوں کا حصول بنا لیتے ہیں اور ان کا جینا مرنا اسی مقصد کے لئے ہوتا ہے۔

صحیفہ فطرت قرآن عزیز کا انداز دلربائی ایسا ہے کہ اس کے سامنے دنیا ہیچ محض ہے۔ اور صاحب ایمان و یقین لوگ میدانِ جہاد میں دشمنوں کے حملوں کے سبب اپنی ضائع شدہ آنکھیں ہتھیلی پر رکھ کر سرکار دو عالم علیہ السلام کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو حضور فرماتے ہیں کہو تو اللہ سے دعا کروں کہ تمہاری آنکھیں درست ہو جائیں ورنہ آخرت کا نور اور روشنی تمہارے لئے طلب کروں ـــــــ ہم جیسے لوگ پیروں کے تلوے میں کانٹے کی چبھن برداشت نہیں کر سکتے" ـــــــ وہ درویشان خدا مست آنکھوں کے ڈلے ہتھیلی پر رکھ کر نبی کی زبان سے یہ بات سن کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! بس بس۔ یہاں آنکھیں مطلوب نہیں بس وہاں کا چین مطلوب ہے اور وہاں کا سکھ اور نور و روشنی نصیب ہو جائے تو زہے قسمت؟

تو عزیزو! یہ جذبہ کیسے نصیب ہوتا ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ اسی تعلیم و تربیت سے جو اللہ کے بندوں کو نصیب ہوتی اور دنیا کو ان کی آنکھوں میں بے وقعت بنا دیتی ہے اور جس نے دنیا کو بے وقعت سمجھ لیا وہ کامیاب ہو گیا۔

ان چند خصوصیات کے علاوہ چند اور خصوصیات آئندہ صحبت میں عرض ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان خصوصیات کی حقیقت سمجھ کر ان کی روح اپنے اندر جذب کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ : شمس الحق والملۃ

طلبہ کے قلوب اسلامی علوم سے روشن کئے۔ ان مدارس میں امام الاولیاءؒ حضرت لاہوری قدس سرہٗ کا مدرسہ قاسم العلوم بھی تھا۔ جہاں آپ مدرس کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔

○ وزارتی، صدارتی، تدریسی اور اس نوع کی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ کی تصنیفی اور تبلیغی خدمات کا سلسلہ بھی بڑا وسیع ہے۔

○ درس قرآن میں آپ سند و انفرادی تھے اور بڑے بڑے مجامع میں سادہ اندازِ بیان کے باوجود بڑے شوق و محبت سے سنے جاتے۔

○ ذاتی زندگی سادہ اور اسلاف گرامی کی روایات کی حامل تھی۔

الغرض آپ ہر اعتبار سے عظیم تھے۔ عظمتوں کے پہاڑ تھے۔ بڑے بڑے علماء ان سے استفادہ سعادت خیال کرتے اور مولانا صحیح معنوں میں حق دین اور ملت کے "شمس" تھے۔ جس کی کرنیں نصف صدی سے زائد تک مختلف دوائر میں روشنی بکھیرتی رہیں۔ ایسے پراگندہ طبع لوگوں کا دنیا سے اٹھ جانا دین و علم کی صفوں میں عظیم خلا کا باعث ہوتا ہے۔

ہمارا قلم ساتھ نہیں دے رہا ـــــــ یہ چند سطور اس عظیم انسان کی تذر ہیں رب العزت انہیں درجات عالیہ سے اور پسماندگان و متعلقین کو صبر و اجر جزیل سے نوازے۔ ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

ماہانہ مجلس ذکر سمن آباد، لاہور

ضبط و ترتیب : ابوالسیف

یادِ الٰہی سے غافل قومیں کبھی منزل نہیں پاسکتیں

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :ـــــــ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

محترم حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ اس مسجد خضرا میں جس کی بنیاد ہمارے حضرت لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے رکھی تھی ہر شمسی ماہ کے پہلے اتوار کو یہ مجلس منعقد ہوتی ہے جس کا مقصد تزکیہ اور اصلاح باطن کے لئے کوشش و جد و جہد ہے۔

دنیا میں کوئی طبقہ ایسا نہیں جس کی سوسائٹی اور انجمن نہ ہو۔ الحمد للہ کہ یہ اہل ذکر کی سوسائٹی ہے یہاں جو لوگ اکٹھے ہوتے ہیں ان کا باہمی رشتہ اور تعلق دین اور ذکر الٰہی کا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ـــــــ اور اہلِ ذکر کا اللہ تعالیٰ کے یہاں جو مقام ہے اس کے متعلق قرآن عزیز کے متعدد ارشادات میں سے ایک ہی ارشاد عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں جو سورۂ بقرہ کے اٹھارہویں رکوع کے آخر میں ہے اس میں ارشاد ہے ـــــــ پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا۔

اس سے بڑھ کر اہلِ ذکر کی کیا خوش قسمتی ہے کہ رب العزت انہیں یہ مژدہ اور خوشخبری سناتے ہیں کہ مجھے یاد کرنے والو! تم اپنے طور پر اپنی مجالس میں یا انفرادی طور پر میری یاد کروگے تو میں اپنے طور پر اپنے فرشتوں کی موجودگی میں تمہارا ذکر کروں گا۔ ع

اللہ اکبر! یہ نصیب، لوٹنے کی جائے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً ایسا کرتے ہیں کہ ان کے وعدے سچے اور ارشادات بالکل اٹل ہیں۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا

یہ ماہ اگست کی مجلس ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی نعمت سے ہمیں سرفراز فرمایا۔ اسی مناسبت سے چند گذارشات پیش کرونگا۔

آپ کو معلوم ہے کہ ہر نعمت کا بقا اور اس میں ترقی اس کا حق شکر ادا ہونے سے ہوتی ہے اور کفرانِ نعمت سے اس نعمت کا زوال ہو جاتا ہے ـــــــ پاکستان جس وعدے سے بنا وہ بڑا واضح ہے لیکن ۳۶ سال کے بعد وعدہ وعدہ ہے اور اس کی سزا سقوط ڈھاکہ کی شکل میں ہمیں مل چکی ہے ـــــــ مابقی حصہ ملک میں جرائم کی جو کثرت ہے۔ رشوت جس طرح بڑھی ہے اور خدا خوفی جس طرح غائب ہوئی ہے اسے دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ اس باقی حصہ کا کیا بنے گا؟

عزیزو! اس سے پہلے ہم غلام تھے۔ اب ہم آزاد ہوئے لیکن ہم نے اس کی قدر نہ کی۔ حالانکہ یہ بڑی نعمت ہے۔ اور یہ نعمت بندے تک کو عزیز ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں یہ عزیز نہیں ورنہ ہمارے حالات یہ نہ ہوتے۔ کل تک ہم ملازمت، کاروبار ہر معاملہ میں پیچھے تھے۔ ہر چیز پر ہندو اور انگریز کا قبضہ تھا۔ اب سب کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا تو اس کا شکر اس وعدہ کے ایفا کی شکل میں ضروری تھا اور ہے اس وقت ہمارے پاس کاروبار نہ

تھا اور پھر ہم شادی بیاہ کی غلط رسوم میں پڑ کر قرض در قرض میں اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتے تھے۔

اپنے ماضی کو دیکھیں اشوک کے بعد عالمگیرؒ پہلا انسان تھا جس کی اس طرح عظیم الشان حکومت تھی۔ عالمگیرؒ مغلیہ خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ جس کے جدامجد بابر نے ۱۵۰۴ء میں تخت قائم کیا۔ اسی خاندان میں اکبر ہوا جس نے سلطنت زبردست مستحکم کی گو کہ بعض غلطیاں بھی کیں۔ ان غلطیوں کے ازالہ کا کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے لیا۔ اکبر کا بیٹا جہانگیر ابتدا میں حضرت مجدد صاحب سے الرجک تھا۔ پھر اس نے حضرت مجدد صاحب سے معافی مانگ کر ان کے ذریعہ اصلاح کا بیڑہ اٹھایا۔ مشہور ہے کہ جہانگیر کی بچی کو حضور علیہ السلام نے خواب میں فرمایا کہ ہم تمہارے بابا سے سخت ناراض ہیں کہ ہمارے ایک مخلص دوست کو بلا وجہ قید کر رکھا ہے

اب مجدد صاحب کی رہائی کا وقت آیا تو اپنی شرائط منوائے بغیر باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ شرائط میں جاگیر و جائداد کا مسئلہ نہ تھا بلکہ ان بدعات و خرافات کو مٹانے کا مسئلہ تھا جو اکبر کے دور سے فیضی اور ابوالفضل جیسے نام نہاد عالموں کے سبب رواج پکڑ چکی تھیں۔

پھر تو جہانگیر اور مجدد صاحب کے تعلقات میں وفاداری کا پہلو سامنے آیا اور سچ یہ ہے کہ وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام کے بیعت عقبہ کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے مکہ معظمہ میں آکر بیعت کی۔ اس بیعت کا معنی سارے عرب سے لڑائی تھی۔ اور پھر دعوت ہجرت اس لڑائی کا عملی مظاہرہ —— انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتح مکہ کے بعد آپ چھوڑ تو نہ آئیں گے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ پھر آپ مدینہ کے ہو کر رہ گئے۔

اسی طرح آپ کے خادم باصفا مجدد صاحب نے پھر جہانگیر سے خوب وفاداری کی۔ لیکن اس وفاداری میں اس کی، قوم کی اور ملک کی فلاح اور دینی بہتری کو سامنے رکھا ——

اللہ والوں کے قصے عجیب ہیں۔ محمود غزنوی نے حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ سے ملاقات کا پیغام بھیجا آپ نے معذرت کی۔ پیامبر نے اطاعت امیر کا قرآنی حکم یاد دلایا۔ تو فرمایا اطاعت الٰہی کی منزل کا استغراق فی الحال آگے بڑھنے نہیں دے رہا ——

بہر حال محمود خود چلا آیا اور اس نے اشرفیوں کا توڑا نذر کیا جو آپ نے لوٹا دیا اور اس کی درخواست پر نصیحت کی کہ نماز کا اہتمام کرنا، مخلوق پر شفقت سے کام لینا اور ظلم نہ کرنا۔ اس کی واپسی پر چند قدم چل کر اسے رخصت کیا محمود نے اس انقلاب کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ اب تمہارا دماغ درست ہے۔ پہلے شاہی غرور سر میں تھا اس وقت ہمارا . . . یہ تمہاری اصلاح کے لئے تھا اب تم درست ہو کر آئے ہو تو مہمان کا اکرام لازم ہے۔

بہر حال جہانگیر اور مجدد صاحب کی دوستی خوب رہی حتیٰ کہ جہانگیر کا پوتا عالمگیر مجدد صاحب کے صاحبزادے خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی تربیت میں رہا۔ اس عظیم بادشاہ کا انتقال ہماری سیاہ بختی کا پیغام لے کر آیا۔ لیکن قدرت اس کے انتقال سے ۴ سال قبل امام ولی اللہ کو دنیا میں بھیج چکی تھی —— اس عرصہ میں بڑے واقعات رونما ہوئے ۱۷۵۷ء میں رافضی ریشہ دوانیوں کے سبب سراج الدولہ کو پانی پت میں شکست ہوئی۔ تو شاہ صاحب نے مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران زیارت نبوی کی روشنی میں فک کل نظام کا تصور پیش کیا۔ جس کا مقصد تمام باطل نظاموں کو

ختم کر کے اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ تھا —— اس نظام کے لئے فکری تیاری میں آپ نے قرآن کا فارسی ترجمہ کیا۔ حدیث کا علم عام کیا، فقہ کی راہ میں جو مشکلات تھیں ان کا ازالہ کیا۔ تاریخ اسلام کا قبلہ درست کر کے ازالۃ الخفاء لکھی۔ نجف خاں شیعی حکمران نے اپنی احباب سے آپ کو بہت پریشان کیا لیکن : ع

عنقا را بلنداست آشیانہ

شاہ صاحب کی فکری رہنمائی کو ان کے صاحبزادوں نے آگے بڑھایا اور عملی کام حضرت سید احمد شہید قدس سرہٗ اور ان کے رفقاء نے کیا جو ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ میں شہید ہوئے۔ اسی اثناء میں سلطان ٹیپو کا سانحہ پیش آیا۔ اس کا سبب بھی شیعی وزیر اعظم تھا۔

بہر حال ان سب تحریکات کے بعد ۱۸۵۷ء کی زبردست تحریک تھی۔ جس میں علماء اور درویشان فاقہ مست پیش پیش تھے۔ جنرل بخت خان سید احمد صاحب شہید کی تحریک کا تربیت یافتہ جنگی سالار تھا شاملی کے علاقہ میں حضرات علماء اہلسنت حاجی امداد اللہ مولانا نانوتوی، مولانا گنگوہی، حافظ ضامن شہید قدس سرہم نے عملی جہاد کیا۔ اس کے دس سال بعد مسلمانوں کے عقائد و اعمال اور ورثہ علمی کے تحفظ اور آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کو تربیت دینے کی نیت سے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا جبکہ سرسید احمد خان نے ۱۸۷۵ء میں عصری درسگاہ بنائی۔ علماء کو اس سے کوئی اختلاف نہ تھا البتہ سرسید کے افکار سے انہیں شدید اختلاف تھا۔ اس وجہ سے شدید بُعد رہا اس بُعد کے ازالہ کے لئے ۱۹۱۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے جلسہ میں شیخ الہند اور صاحبزادہ آفتاب احمد نے معاہدہ کیا۔ بانیان دارالعلوم کے ہمسفر مولانا رحمت اللہ کیرانوی بانی مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے عیسائی مشنریز کا زبردست مقابلہ کر کے انہیں شکست فاش دی۔ جب کہ باقی حضرات نے قرآن و حدیث اور دوسرے علوم کی تدریسی طور پر اور تصنیفی طور پر بے حد خدمت کی — صرف حدیث کو دیکھیں تو مولانا گنگوہی، مولانا خلیل احمد، علامہ انور شاہ، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مولانا محمد زکریا قدس سرہم کی کتابیں ہی ایک ریکارڈ ہیں —— بقول مولانا سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ دارالعلوم علمی تحریک تھا جس کا مقصد عدم تعاون تھا جب کہ سرسید کی پالیسی تعاون کی تھی، جس کی کوکھ سے تجدد اور یورپ پرستی نے جنم لیا۔ علی گڑھ سے مسلم لیگ بنی جبکہ دارالعلوم سے جمعیۃ علماء ہند۔ راستے دونوں کے جدا جدا تھے آخر مسلم لیگ کا پاکستان بن گیا۔ تو ادھر علی گڑھ کو بچانے والے مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر ذاکر حسین تھے تو مسلمانوں کو جگانے والے مولانا مدنی، مولانا آزاد، حضرت رائے پوری، مولانا محمد زکریا، مولانا حفظ الرحمٰن رحمہم اللہ تعالےٰ وغیرہ —— افسوس ادھر کا ہے کہ اب تک اسلام ندارد ہے اب شور جمہوریت کا ہے حالانکہ ہماری منزل اسلام ہے نہ کہ جمہوریت —— منزل کے حصول میں ناکامی ہے تو اس کا سبب یاد الٰہی سے غفلت ہے۔ پوری قوم اجتماعی طور پر یاد الٰہی کی طرف متوجہ ہو جائے تو منزل کا حصول آسان ہو جائے گا —— اللہ رب العزت توفیق عمل دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

دنیا سے قبض نہیں کرے گا — یہاں تک کہ اس کے ذریعہ سے ٹیڑھی قوم کو سیدھا کر دے۔ بایں طور لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں اور اللہ اس کلمہ کی برکت سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور پردوں میں آئے ہوئے دل کھول دے گا۔

الہلال اور عالم اسلام

محمد سعید الرحمن علوی

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ کے اخبار الہلال کے دورِ اول کی اشاعتِ ثانی اس دور کا بڑا کارنامہ ہے جس کا سہرا الہلال اکادمی ۳۲۔اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور کے سر ہے ـــــ اشاعتِ ثانی کی تقریب رونمائی ۲۸ر مئی ۱۹۸۳ء کو فلیٹیز ہوٹل لاہور میں منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اسحٰق کاشمیری (صدر) مرکزی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور (مہمانِ خصوصی) کے علاوہ مولانا عبیداللہ انور، مولانا مجاہد الحسینی، مولانا عبدالرشید ارشد (مدیر الہلال اکادمی) ڈاکٹر مسکین حجازی اور احقر علوی نے خطاب کیا (بشکل مقالات و تقاریر) مولانا عبیداللہ انور کا مقالہ چھپ چکا ہے۔ احقر کا مقالہ پیش خدمت ہے باقی مقالات و تقاریر کا انتظار فرمائیں ــــ علوی

قرآن عزیز نے سورۂ رعد میں ارشاد فرمایا ہے:

فاما الزبد فیذھب جفاء واما ماینفع الناس فیمکث فی الارض۔

یعنی جھاگ تو خشک ہو کر رائیگاں گیا اور جس چیز میں انسان کے لئے نفع تھا وہ زمین میں رہ گئی۔ قرآن عزیز کے اس مقدس اصول کی روشنی میں آپ تاریخی طور پر جائزہ لیں تو اس جہان رنگ و بو میں ان گنت اشیاء آپ کو ایسی نظر آئیں گی جن کی ایک خاص وقت پر بڑی قدر و قیمت تھی لیکن پھر وہ خس و خاشاک کی طرح بہہ گئیں ان کا وجود مٹ گیا۔ اور کسی نے ان کو یاد نہ رکھا لیکن ایسی چیزوں کی بھی کمی نہیں جنہیں اہل ہوس نے ہزار بار مٹانا چاہا لیکن وہ نہ مٹ سکیں اور دھرتی کے چہرہ پر بار بار ابھر کر لوگوں کو دعوت نظارہ دیتی رہیں۔ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کی طرح اس دنیا میں اور بھی بہت سے لوگ تھے جنہوں نے دنیائے صحافت میں قدم رکھا اور اپنے اپنے دور میں ملک و قوم کی خدمت بھی کی لیکن یہ شرف صرف الہلال کے حصہ میں آیا کہ کم و بیش ساٹھ برس کے بعد تہی دست لوگوں نے شوق و جنون میں اس کے دورِ اول کا مکمل فائل چھاپ کر ثابت کر دیا کہ کل کی طرح آج بھی الہلال کی ایک مسلّم حیثیت ہے ـــ اس کی اشاعت کے بعد آج اس کی تقریب رونمائی اور اس میں سینکڑوں ارباب دانش کی شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ ابوالکلام زندہ ہے۔ اس کا پیغام زندہ ہے اور اس کے قدر دانوں کی آج بھی کمی نہیں۔

الہلال کے مختلف النوع مضامین ہیں۔ صاحب الہلال کی اپنی زندگی ہمہ رنگ ہے اور ہر رنگ اپنی نرالی شان رکھتا ہے وہ اگر قرآن کے متعلق بولتا ہے تو رازیؒ و صاحب روح المعانیؒ کی صف میں کھڑا نظر آتا ہے اور فکر ولی اللہی کی ترجمانی اس کے ایک ایک جملہ سے ظاہر ہوتی ہے فلسفہ و تاریخ کی بات چھیڑتا ہے تو فلسفیان یونان اور مورخین دہر اس کے سامنے طفل مکتب نظر آتے ہیں۔ شعر و ادب کی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو بڑے بڑے صاحب طرز ادیب و انشا پرداز اسے اپنا استاد و رہنما تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ان مختلف النوع حیثیات کے پیش نظر ایک شخص ورطۂ حیرت میں اس وقت مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے جب وہ ابوالکلام پر قلم اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔

مولانا غلام رسول مہر نے "جامعہ دہلی" کے "ابوالکلام نمبر" میں بجا طور پر لکھا تھا۔

کیا کہا جا سکتا ہے کہ کتنی مختلف النوع زندگیاں ایک وجود میں سمٹ آئی تھیں ؟ کون انکار کر سکتا ہے کہ ان کا جو پہلو سامنے آجاتا تھا وہ یگانگی و یکتائی پر سراسر حیرت افزا نہیں ہوتا تھا ایسی شخصیت کے متعلق کچھ کہنے کے لئے جو صلاحیتیں درکار ہیں وہ کہاں سے لائی جائیں اور اپنے مافی الضمیر کو مناسب سلیقے سے کیونکر معرض تحریر تک پہنچائیں اور ان کے لئے کون سا پیرایۂ بیان اختیار کیا جائے ؟

آج ہمارے لئے یہی مشکل درپیش ہوئی اگر "الہلال اور عالم اسلام" کا عنوان ہمارے لئے متعین نہ کر دیا گیا ہوتا لیکن یہ عنوان بجائے خود اتنی تفصیلات کا محتاج ہے کہ اس کے لئے مہینوں کی کاوش مطلوب ہے تب جا کر کچھ بات بن سکے گی۔

مولانا جیسا کہ سب حضرات جانتے ہیں۔ اول آخر ایک مسلمان تھے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا اسلام تھا وہ اگلے وقتوں کے اصحاب دل لوگوں کی طرح دل دردمند کے مالک تھے وہ اسلامی برادری کے حالات و مسائل سے خوب واقف تھے، وہ جانتے تھے کہ ہم سب کے آقا و قائد محمد عربی علیہ السلام نے تمام اسلامی برادری کو جسد واحد کی مانند قرار دیتے ہوئے ایک دوسرے کے غم کو بٹانا دین قرار دیا ہے اس لئے ابوالکلام کا قلب صافی دنیا کے کسی خطہ پر مسلمان کو پریشان حال دیکھتا تو تڑپ اٹھتا اور یہ تڑپ زبان و قلم کے راستے جب ظاہر ہوتی تو ایک عالم دم بخود رہ جاتا جس پرچہ کے عکسی ایڈیشن کی رونمائی کو ہم سب اکٹھے ہوئے ہیں اس کے مضامین اور اس کی تصاویر پر ایک نظر ڈالیں تو پان اسلام ازم کی تحریک کا ایشیاء میں سب سے بڑا رہنما اور مفکر ابوالکلام آزاد نظر آئے گا۔

وقت اور فرصت نہیں کہ قرآن و سنت کے اس حصہ کو بحوالہ پیش کیا جائے جس کا تعلق مسلمانوں کے باہمی ربط و حقوق سے ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر انسانیت کے مسائل سے ہے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو خالق مطلق ہیں، اپنے بندوں پر واضح کیا ہے کہ تم میں سے کوئی میرا اقرار کرے یا انکار، ہو تم سب ایک باپ اور ایک ماں کے بیٹے..... اور اس اعتبار سے ایک کنبہ کے افراد، اگر کنبہ کے افراد میں سے کوئی غم واندوہ کا شکار ہو تو باقی بہرطور اس کا مداوا کرنے کی فکر کرتے ہیں.... مظلوم ہے تو اس کی داد رسی کر کے، ظالم ہے تو اس کی کلائی مروڑ کر کہ یہی اس کے حق میں خیر کا پہلو ہے۔ اور انسانیت سے آگے اسلامی برادری کا مسئلہ ہے تو ظاہر ہے کہ وہ قرآن کے الفاظ میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی کا بھائی پر جو حق ہے وہ کسی صحیح الفطرت مسلمان سے مخفی نہیں۔ ابوالکلام جس کی روح قرآنی تعلیمات کے بحر ناپیدا کنار میں ڈوبی ہوئی تھی جس نے محض حدیث یار کو اپنی زندگی کا شغل و مشغلہ بنا لیا تھا۔ اس نے شعور کی آنکھ کھولی تو مسلمان قوم عالمی سطح پر کسمپرسی کا شکار تھی وہ مجددی اور ولی اللہی فکر و فلسفہ کے وارث و امین کے طور پر مسلمان قوم کی اس زبوں حالی کے اسباب سے واقف تھے۔ ان کی نظر میں امت کی قرآن سے دُوری اس کا بنیادی سبب تھا اُس نے درس و تفسیر اور ترجمہ و مقالات کے ذریعہ اس غفلت کے پردے چاک کرنا چاہے وہ مسلمان قوم کے انتشار باہمی کو زہر قاتل سمجھتا اور عطاء اللہ حنیف کے الفاظ میں اس کا بنیادی سبب انگریز استعمار کو قرار دیتا جس نے "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی مکروہ پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ ابوالکلام نے خفیہ مصلحت بیں کی مصلحت کوش زبان کی بجائے سنت پیغمبری پر عمل کرتے ہوئے بلا خوف و خطر مسلمان قوم کو جھنجھوڑا، عالمی سطح پر اس کی زبوں حالی پر اسے متنبہ کیا۔ اس کی اجتماعیت کا نشان کبریٰ یعنی مرکز خلافت عثمانیہ کو بچانے اور مستحکم کرنے کی سبیل سوچی اور اپنی تمام تر توجہ اس کام پر لگا دی اس کی سعی مشکور پر عالم اسلام کے متعدد ذمہ دار حضرات نے اس کو شکریہ کے خط لکھے۔

علامہ رشید رضا مصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا خط تو معروف ہے۔ آپ قسطنطنیہ کے حضرت شاکر آفندی کا خط ملاحظہ فرمائیں جو ۲۸ جنوری ۱۹۱۴ء کو انہوں نے مولانا کو لکھا.... کہتے ہیں۔

اسلام کے عاشق، حریت کے پرستار، میں تسلیم کرتا ہوں کہ تو اپنی ملت مظلوم کی خدمت کر رہا ہے جسم ہی سے نہیں

بلکہ روح و دل سے کر رہا ہے۔ گو عالم اسلامی کا ہر گوشہ تجھ جیسے خادمان ملت کے لئے بے قرار و منتظر ہے مگر سب سے زیادہ میرا وطن آہ میرا وطن عزیز ومحبوب..... بارش کے لئے موسم اور ارض صالح دونوں کی ضرورت ہے، تیرے علم صداقت، تیرے نوائے حریت، تیرے برق انتقام کے سایہ میں اناطولیہ کے وہ نوجوان ہوں گے۔ جن کے سینوں میں اسلام کا مقدس خون بھرا ہوا ہے..... بلقان کی زمین پر طرابلس کے ریگستان پر شہداء کا خون سوکھنے سے پہلے، معصوم بچیوں کی ہڈیاں اگنے سے پہلے، بیوہ عورتوں کے ہلاک گزیدہ ہونے سے پہلے آ، اے اپنی دولت سعی کو ضائع کرنے والے، میری آنکھیں تیری فرش راہ ہوں گی، میرے لب قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے کے لئے آرزومند ہوں گے۔ قلم کی برچھی تیرے ہاتھ میں ہے تو سیف بیانی کے جوہر دکھا رہا ہے۔

درد ملت کی تصویر ابوالکلام!

تو آئے گا ہماری پرانی روایات ہم کو یاد دلائے گا۔ کیونکہ یہ تیری عین فطرت ہے اور تو اسی واسطے پیدا کیا گیا ہے، بس چمک اور چمکا گرج اور دہلا دے پھر تو وہ سب کچھ دیکھے گا جیسا کہ (الخ الہلال ۲۸ جنوری ۱۹۱۴ء) بقول سید صباح الدین عبدالرحمٰن۔

اگر مولانا نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہوتا تو وہ اپنے دَور کے شیخ محمد عبدہ ہوتے، جمال الدین افغانی ہوتے، لیکن ان کے لئے مقدر یہی تھا کہ وہ ہندوستان کی جنگ آزادی کے محاذ پر آزمودہ کار سالار بنکر چمکیں۔ معارف نومبر ۵۸ء،

یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء کے الہلال میں اسی قسم کا ایک مکتوب قسطنطنیہ چھپا ہے۔ مکتوب نگار لکھتے ہیں —— مولانا دام مجدکم! آپ ہندوستان میں بیٹھے اپنے قلم وزبان اور علم وفضل کو وقف راہ ملت کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ جو حروف آپ کے قلم سے نکلتے ہیں۔ ان کے نقوش کہاں ہیں اور کن کن دلوں میں اپنے گھر بناتے ہیں؟ ۹ مئی کا مضمون "صفحۃ من تاریخ العرب" یہاں دلچسپی سے پڑھا گیا اور ترکی میں ترجمہ کر کے شائع ہوا..... خدا آپ کو اس عظیم الاثر اسلامی خدمت کا اجر دے اور یہاں کے تمام سربرآوردہ حلقے الہلال کے "تذکرے سے معمور ہیں"

(الہلال یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء)

الجزائر کے ایک عرب کا خط الہلال کی تیسری جلد میں موجود ہے جس کا ایک ایک لفظ مکتوب نگار نے عقیدت ومحبت کے بحر قلزم میں ڈوب کر لکھا اور مولانا کی عظمت وخدمت اسلام ومسلمین کو خراج عقیدت پیش کیا اور انہی تین خطوط پر کیا منحصر ہے جو ہم نے بطور حوالہ پیش کئے الہلال کی تقریباً ہر اشاعت کے مراسلاتی کالم میں آپ کو اس قسم کے خطوط ملیں گے جو حساس اور دل دردمند کے مالک ایڈیٹر نے اپنی خودنمائی کے لئے نقل نہیں کئے بلکہ برادران ہند کو اس صورت حال سے مطلع کرنے کو نقل کئے جس کا شکار عالم اسلام تھا اور اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ غلامی کی بدترین شکل کا شکار ہونے کے باوصف غیور ہندی مسلمان برادران دین اور ادارہ خلافت کے تحفظ کے لئے جو سعی وکوشش کر رہے ہیں اس کا برادران اسلام پر کیا اثر ہے؟ اور وہ اسے کس قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ مسلمانان ہند نے اس عظیم ادارہ خلافت کے لئے جو سعی ومحنت کی اس کی تاریخ مرتب ہو جائے تو ایک دنیا دنگ رہ جائے گی۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کے قصائد در مدح خلیفہ وخلافت سے لے کر ان کے شاگرد رشید مولانا محمود حسن اور پھر آگے ان کے خدام ومتعلقین

- مسلمانوں کو پریشان حال دیکھ کر مولانا آزاد کی قلبی تڑپ زبان وقلم کے راستے بہہ نکلتی۔
- مولانا آزاد کے نزدیک مسلمان قوم کی زبوں حالی اور بے بسی کا سبب اس کی فکری بے راہ روی تھی۔
- مسلمانوں کی دوستی اور دشمنی صرف دین الٰہی کے لئے ہوتی ہے۔

اور یاران طریقت نے اس ادارہ کی زبردست خدمت انجام دی لیکن کسی پر احسان دھرتے ہوئے نہیں اپنا فرض سمجھ کر..... خواجہ احمد فاروقی نے برہان کے اپریل ۵۸ کے شمارہ میں لکھا تھا۔

حضرت مولانا زندگی کو ایک فریضہ سمجھتے تھے جسے انجام دینا چاہیئے اور یہاں تو انفرادی زندگی سے بڑھ کر ملت کی اجتماعی زندگی کا سوال تھا اس لئے جو کچھ کیا محض حصولِ رضائے الٰہی کے لئے۔"

۶ نومبر ۱۹۱۲ء کے الہلال میں فرماتے ہیں:

"ہر مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہو اگر اس کا فرض دینی ہے کہ اسلام کے بقا کا خواستگار ہو تو یہ بھی فرض دینی ہے کہ خلافت آل عثمان کے تعلق کو ایک خالص دینی رشتے کی طرح اپنے دل میں محفوظ رکھے اور دنیا کی جو حکومت اس کی دشمن ہو، اس کو اسلام کا دشمن، اور جو اس کی دوست ہو اس کو اسلام کا دوست یقین کرے، کیونکہ مسلمانوں کی دوستی اور دشمنی انسانی اغراض کے لئے نہیں بلکہ صرف دینِ الٰہی کے لئے ہے۔

۶ نومبر کے الہلال ہی سے پتہ چلتا ہے کہ اڈریا نوپل پر ترکوں کی پسپائی کی خبر سے انہوں نے مضطرب ہو کر اور بھی پُرجوش مضامین لکھے جس میں مسلمانوں کو جہاد نفس وجاں اور جہاد زبانی ومالی کی ترغیب دے کر فرمایا کہ ملت کے کسی حصہ میں اس قسم کی صورت ہو تو سب مسلمان اس کی امداد کے ذمہ دار ہیں اگر ایسا نہیں تو مسلمان کی ہر عبادت بے سود ہے کیونکہ عبادات کلمہ توحید کی بقا کے ساتھ منسلک ہیں جب خطرہ میں ہو تو شاخیں کس کام کی! اسی دَور میں مسلمانان کلکتہ کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے عزیزان وطن وملت اور اے بقیہ ماتم زدگان اسلام، اگر یہ سچ ہے کہ دنیا کے کسی گوشہ میں پیروان اسلام کے سروں پر تلوار چمک رہی ہے تو تعجب ہے اگر اس کا زخم ہم اپنے دِلوں میں نہ دیکھیں، اگر اس آسمان کے نیچے کہیں بھی ایک مسلم پیرو توحید کی لاش تڑپ رہی ہے تو لعنت ہے ان سات کروڑ زندگیوں پر جن کے دلوں میں اس کی تڑپ نہ ہو..... اگر آج بلقان کے میدانوں میں حافظین کلمہ توحید کے سر اور سینے صلیب پرستوں کی گولیوں سے چھن رہے ہیں تو ہم اللہ، اس کے ملائکہ اور اس کے رسول کے آگے ملعون ہیں، اگر اپنے پہلوؤں کے اندر ایک لمحہ کے لئے بھی راحت اور سکون محسوس کریں۔

(الہلال ۶ نومبر ۱۹۱۳ء)

بہر طور کتنے اقتباسات نقل کروں اور اس داستان غم کو کہاں تک دہراؤں، سرزمین مکہ پر پیدا ہونے والا وہ بچہ جس نے ایک عظیم شیخ طریقت کے گھر میں ناز ونعم سے پرورش پائی وہ کس طرح زندگی کی آسودگیوں کو خیرباد کہہ کر میدانِ جہد میں کودا اور کس طرح اس نے اسلامیان عالم کے مقاصد وحقوق کی جنگ لڑی۔ عافیت کوش دنیا جو نغمہ ورباب کی رسیا ہو کر حمیت وغیرت کو اپنے گھر سے نکال چکی ہے وہ اندازہ ہی نہیں کر سکتی کہ اس قافلہ حریت کا کیا کردار تھا۔

جس کے ایک سالار ابوالکلام تھے؟ ابوالکلام چاہتے تو پیران تسمہ پا کی طرح مریدوں کے نذرانوں کے بل پر سونے کے محل تعمیر کر لیتے وہ خواہش کرتے تو انگریز کے دربار میں انہیں حد درجہ مرصع کرسی اور اعلیٰ ترین خطاب مل جاتا پھر وہ بھی ایک بڑے زمیندار اور جاگیردار ہوتے اور عیش کوشی میں وقت گذارتے لیکن انہوں نے طرابلس وبلقان کے شہیدوں کے زخموں کی ٹیسیں اپنے قلب میں محسوس کیں۔ انہوں نے مراکش ومصر کے حالات کی ابتری کا گہرا اثر قبول کیا۔ انہوں نے برعظیم کے چپہ چپہ کے مسلمانوں کے درد کو اپنا درد سمجھا۔ ۲½ سال کے الہلال پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالیں مقالات ومضامین، اشتہارات اور دوسری چیزوں کا بڑا حصہ اسی سلسلہ کی کڑی، آپ کو نظر آئے گا۔ پہلی جلد کی فہرست میں حروف تہجی کے اعتبار سے الف کا نمبر ایک ہے اس میں چھوٹے بڑے ۴۵ مضامین ومقالات ہیں ان ۴۵

مضامین و مقالات میں سے ۱۶ طویل مضامین براہِ راست بین الاقوامی سطح پر مسلمان قوم کے حالات اور اس کی شخصیات پر مشتمل ہیں یہی حال باقی حروف کا ہے، ب کے ۶ میں سے ۳، ت کے ۱۳ میں سے ۷، ج کے ۸ میں سے ۴، چ کے دونوں، ح کے ۶ میں سے ۲، د کے ۷ میں سے ۶، ذ کے دونوں، س کے ۴ میں سے ایک، ش کا ایک، ص کے ۴ میں سے دو، ط کے ۴ میں سے ۳، ع کے ۱۰ میں سے ۲، ف کے چاروں، ق کے ۱۲ میں سے ۵، ک کے ۷ میں سے ۳، م کے ۳۵ میں سے ۲۰، ن کے ۸ میں سے ۴، و کے ۶ میں سے ۲، ہ کے ۱۱ میں سے ۳، اور ی کے ۳ میں سے ۲ مضامین بین الاقوامی سطح پر مسلمان قوم کے حالات و وقائع پر مشتمل ہیں۔ رہ گیا تصاویر کا حصہ تو اس جلد میں ۴۷ تصاویر ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ سب کا تعلق عالم اسلام کے مختلف نوع واقعات و شخصیات سے ہے۔ پہلی جلد کے شمارہ ۲۳ کے صـ۳ پر ایک تصویر ہے جو اس طبی مشن کے ارکان پر مشتمل ہے جو ڈاکٹر انصاری مرحوم کی قیادت میں زخمی ترک بھائیوں کی خدمت کے لئے گیا تھا۔ یہ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۲ء کا پرچہ ہے۔ یہ وفد ۱۰ مئی کو بمبئی سے روانہ ہوا۔ تصویر کے وسط میں شیخ الہند مولانا محمود حسن کے چہیتے اور لاڈلے مرید ڈاکٹر انصاری ہیں تو ان سے متصل مولانا محمد علی جوہر مرحوم۔ اس تصویر میں مولانا نے دو شعر لکھے ایک عربی اور دوسرا فارسی اور ان کے وسط میں ایک نثری ٹکڑا ہے نظم سے زیادہ موثر اور دل ہلا دینے والا۔۔۔۔ فرماتے ہیں:

اے وہ لوگو! کہ زخمیوں کے ملک میں جا رہے ہو جب وہاں پہنچ کر زخموں کو دھونا تو خدارا سختی نہ کرنا، کہ وہ زخم ان زخمیوں کے نہیں بلکہ اسلام کے ہیں۔

اور شعر ہیں:

عربی: شفی اللہ مرضی بالعراق فانی
علی کل مرضی بالعراق شفیق

فارسی: دیدۂ سعدی و دل ہمراہ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا می روی

اگلی جلدوں کی اتنی تفصیل کا بھی وقت متحمل نہیں اس لئے میں اپنی معروضات کو سمیٹتے ہوئے آخر میں اتنی بات عرض کروں گا کہ مولانا المحترم رحمہ اللہ تعالیٰ عالمی سطح پر مسلمان قوم کی زبوں حالی، بے بسی، نامرادی اور بدبختی کا سبب اس کی فکری بے راہ روی اور گمراہی کو خیال کرتے تھے۔ اور ایک ان ہی پر کیا منحصر ہے ہر خادم اسلام کی یہی سوچ تھی اور اس سوچ کا سرچشمہ کتاب الٰہی اور سرکار دو عالم علیہ السلام کے ارشادات طیبات تھے۔

جب کوئی عقیدہ و فکر کی گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے پھر وہ کیڑوں مکوڑوں سے خوف کھاتا اور تنکوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے یہ نامرادی کا وہ دَور ہوتا ہے جب انسان غیروں کی غلامی پر قناعت کر کے اپنے قومی وجود کو فنا کر بیٹھتا ہے اور یقین ہے کہ الہلال کے دَور میں مسلمان قوم اسی المیہ کا شکار تھی۔ مولانا المحترم یوسف صدیق علیہ السلام کی زبان میں جسے قرآن نے نقل کیا یاران مجلس سے سوال کرتے ہیں اور اس طرح کہ ہر دل موم ہو کر رہ جائے۔

اے یاران مجلس بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خدائے قہار ؟ سچ تو یہ ہے کہ "یک در و محکم گیر" کا اصول انسانی ہستی کے دوام و بقا کا ذریعہ بنتا ہے اور ایسا شخص ظاہری طور پر دنیا سے رخصت ہو جانے کے باوصف حیات و عیش ابدی کے مزے لوٹتا ہے اقبال بھی ایک سجدہ پر زور دیتا ہے اور اپنے مخاطب سے کہتا ہے کہ یہ ایک سجدہ تیرے لئے گراں ہے لیکن سوچ تو سہی اس ایک سجدہ کے نتیجے میں تیری پیشانی در در کی ٹھوکروں سے کس طرح محفوظ ہو جائیگی۔

مولانا وعظ یوسفی کا ذکر کر کے آگے بڑھتے ہیں اور برادران دین کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

وہ اس وقت وجود شل ہو رہے ہیں نہ سیاسی طور پر اپنے دفاع کے سوچ سکتے ہیں اور نہ اپنے پاؤں سے چل سکتے ہیں۔

اس کے بعد انہیں ابھارتے اور

ترغیب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تم اپنے ساتھ انسانی ہمدردی اور شرف و جلال کی ایک عظیم ترین تاریخ رکھتے ہو تم دنیا میں اس لئے بھیجے گئے ہو کہ ان زنجیروں کو جو خدا کی بندگی کے برعکس شیطانی قوتوں کی انسانی گردنوں میں پڑی ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دو نہ اس لئے کہ سب سے بھاری زنجیر کو اپنے گلے کا زیور بنا لو تم دنیا میں اس لئے آئے ہو کہ حاکم ہو کر رہو اس لئے نہیں کہ غلام بن کر زندگی بسر کرو۔ تم ایسی قوت ہو کہ دوسری قومیں ہمارے آگے جھک کر روحانی و جسمانی نجات پا سکتی ہیں تمہیں کسی کے سامنے جھکنے کے لئے پیدا نہیں کیا" اور اس کے بعد مسلمانان عالم کو منزل آزادی کے حصول کے لئے قرآنی ہتھیار یعنی الجہاد کا سبق پڑھاتے ہیں۔

(الہلال ۱۸ دسمبر ۱۹۱۸ء)

اور سچ یہ ہے کہ ان کا جنوں ان کی سعی و جہد اور ان کی طلب و جستجو کام آئی ان کے ساتھ ان کے یاران طریقت کی قربانیاں اور ایثار کام آیا اور مراکش سے انڈونیشیا تک آزادی و حریت کی ایسی لہر اٹھی کہ برطانوی سامراج اپنے وسائل و ہَوا خواہوں کے باوصف سمٹنے پر مجبور ہو گیا اور ایسا سمٹا کہ کبھی اس مملکت پر سورج غروب ہونے کا تصور نہ تھا تو اب وہ محض ایک جزیرہ ہے عالم اسلام کی بلاشبہ خوش نصیبی تھی کہ اسے ابوالکلام جیسے حدی خواں ملے لیکن آزادی کے بعد اگلا قدم حقیقی معنوں میں پان اسلام ازم کے اس خواب کی تعبیر ہے جس کے لئے ابوالکلام نے اپنی جوانی گنوائی، جمال الدین افغانی ملکوں ملکوں پھرا محمد عبدہ نے مصری قیادت کے ہاتھوں دکھ اٹھائے اور دوسرے ارباب وفا نے زخم چاٹے۔ ابوالکلام اور اس کے معاصرین کا کام وہ تھا جو وہ کر گئے۔ اب دنیا والوں کو اپنا کام خود کرنا ہے۔ لیکن کام کی راہیں متعین کرنے کے لئے کسی نئے فکر و فلسفہ کی ضرورت نہیں بلکہ چودہ سو برس قبل کا وہ نغمہ لاہوتی کافی ہے جس کی سطوت کے آگے پہاڑ و آسمان نہ ٹھہر سکے۔ لیکن اے بندہ مومن تو نے اپنے دلوں کو اس کی تجلیات کا مرکز بنایا اب اٹھ جاگ اور بکھرے ہوئے عالم اسلام کو ایک لڑی میں پرو دے اور منافقت و فریب کاری کے پردے چاک کر کے ایمان خالص کا بگل بجا دے کہ یہی وقت کی ضرورت اور یہی الہلال کا پیغام ہے ——

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ: دولت بری چیز نہیں

کروں گا (یعنی خرچ کئے ہوئے مال کا بدلہ دوں گا) (متفق علیہ)

ترجمہ: ابی ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ سے قریب ہے۔ بہشت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے، دوزخ سے دور ہے۔ اور بخیل اللہ سے دور ہے، بہشت سے دور ہے، دوزخ سے قریب ہے اور البتہ جاہل سخی اللہ کو زیادہ پیارا ہے عابد بخیل سے۔ (رواہ الترمذی)

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق راضی اور بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذاتی طور پر مال کا جمع کرنا کوئی بری چیز نہیں ہے۔ بشرطیکہ انسان اسے صحیح اور ضروری مصارف میں خرچ کرے۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔

انجمن کے شب و روز

ترتیب : ظہیر میر

۲۲-جون بروز بدھ بمطابق ۱۰-رمضان المبارک:- حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے جمعیۃ طلباء اسلام جیا موسٰی (لاہور) کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان افطار پارٹی سے خطاب کیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے بھی طلباء کو خراج تحسین پیش کیا اور امید ظاہر کی کہ علماء حق کی قیادت میں چلنے والے یہ نوجوان انشاء اللہ العزیز ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کار آمد ثابت ہوں گے۔ مولانا اجمل قادری نے اس افطار پارٹی کا اہتمام کرنے پر جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں کو مبارک باد دی اور فرمایا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں مسلمانوں کا غیر معمولی جوش وخروش اس بات کی علامت ہے کہ ابھی چنگاری بجھی نہیں۔ میاں صاحب نے طلباء کو اپنی طرف سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

اسی شام میاں اجمل صاحب کمبائنڈ ملٹری ہسپتال لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں ممتاز قانون دان اور سیاست دان جناب میاں محمود علی قصوری کی عیادت کی۔

میاں صاحب گھٹنوں میں شدید درد کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ اللہ انہیں صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ آمین

۲۵-جون بروز ہفتہ:- صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب آف جامعہ اشرفیہ نے ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کے ہمراہ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ سے علیحدہ ملاقات فرمائی۔ مختلف موضوعات پر کافی دیر تک تبادلہ خیالات کیا۔

۲۶-جون بروز اتوار:- نماز تراویح کے بعد مدرسۃ البنات کے کھلے صحن میں حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

علامہ صاحب نے رمضان المبارک میں مدرسہ قاسم العلوم کے دورۂ تفسیر کے طلباء کو مختلف موضوعات پر پندرہ روز تک لیکچرز دئے۔ اُن کے لیکچرز کی تفصیل خدام الدین میں شائع ہو چکی ہے۔

اسی روز گھانا (افریقہ) سے اسلام کے مبلغ جناب جلیل احمد مدرسہ قاسم العلوم تشریف لائے۔ انہوں نے کئی روز تک مدرسہ قاسم العلوم میں قیام کیا۔ دورۂ تفسیر کے طلباء کی تقریبِ تقسیم انعامات سے انہوں نے "محبت" کے موضوع پر پُر مغز خطاب فرمایا۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ آپس میں پیار محبت اور اتحاد و یگانگت پیدا کریں۔ تاکہ مملکت پاکستان کو اسلام کا گہوارہ بنایا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام مسلمانوں کو باہمی محبت و مودّت اور اخوت کا درس دیتا ہے۔ موصوف نے اس موقع پر انجمن خدام الدین کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے بانی انجمنِ خدام الدین حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو شاندار خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ اِس مرکزِ رشد و ہدایت کو قیامت تک جاری رکھے۔

انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔ انہوں نے کہا کہ مولانا عبید اللہ انور کی شخصیت عالم اسلام کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ حضرت اقدس نے مہمان گرامی کو نوٹوں کا ہار پہنایا اور گلے ملے۔

۲-جولائی بمطابق ۲۰-رمضان المبارک: حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ ہر سال رمضان رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اندرون لاہور مختلف مساجد میں ختم قرآن پاک کی تقاریب میں شرکت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ امسال بھی آخری عشرہ میں خاصی مصروفیت رہی۔ اس سلسلہ کا پہلا پروگرام ۲۰ رمضان المبارک کو جامع مسجد راج گڑھ میں منعقد ہوا۔ یہ مسجد حاجی محمد رمضان صاحب نے کچھ عرصہ قبل بنوائی ہے۔ حضرت اقدس نے ختم قرآن پاک کے بعد حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اس موقعہ پر بعض احباب نے حضرت اقدس سے انفرادی طور پر ملاقات کر کے مختلف مسائل میں راہنمائی حاصل کی۔

۳-جولائی بروز اتوار بمطابق ۲۱-رمضان المبارک:- جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ میں دورۂ تفسیر کے طلباء کی آخری کلاس منعقد ہوئی۔ حضرت اقدس نے آخری تین سورتوں کی تفسیر بیان فرمائی۔ اِس مجلس میں صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب (جامعہ اشرفیہ) نے بھی شرکت فرمائی اور طلباء کرام میں بطور انعام کچھ کتابیں تقسیم کیں۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود نے بھی طلباء کو اپنے قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضرت اقدس نے تمام حاضرین اور طلباء کرام کے لئے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ یہ سلسلہ خیر سحری تک چلتا رہا۔

۴-جولائی بروز پیر:- بعد نماز تراویح حضرت اقدس نے ختم قرآن پاک کی دو مختلف تقاریب میں شرکت فرمائی۔

اس سلسلہ کی پہلی تقریب مسجد مُلّا جیون شاہ اندرون لوہاری گیٹ میں منعقد ہوئی۔ حضرت اقدس جناب حکیم محمد انور صاحب کی خصوصی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ ختم قرآن کے بعد حضرت اقدس نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے انہیں قرآن کو اپنی عملی زندگی میں اپنانے کی تلقین کی۔

ختم قرآن پاک کی دوسری تقریب جامع مسجد آبکاری روڈ انار کلی لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس مسجد کے خطیب اور امام مولانا غلام مصطفیٰ صاحب ایک فاضل نوجوان، عالم باعمل اور حضرت اقدس کے شاگرد اور مرید ہیں۔ انہوں نے اس مسجد میں خود ہی قرآن کریم سنایا اور سامع کے فرائض اُن کے چھوٹے بھائی جن کی عمر ۱۳ سال کے لگ بھگ ہے نے انجام دئے۔ ختم قرآن پاک کی اس مقدس تقریب میں حضرت اقدس کے استاد محترم پروفیسر علامہ نورالحسن خانصاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک خطاب فرماتے ہوئے قرآن و حدیث کے موتی بکھیرے انہوں نے نوجوانوں اور خصوصاً مسلمان بچیوں کو قرآنی علوم سے بہرہ ور کرنے کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا۔

انہوں نے فرمایا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے گھروں میں خواتین کو قرآنی علوم سے روشناس کرائیں تاکہ مائیں اپنے بچوں کی اسلامی خطوط پر صحیح تربیت کر سکیں۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کسی نے قرآن کو سینہ سے لگایا اور اس پر عمل کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسے دین اور دنیا دونوں میں عزت جاوداں بخشی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ سب سے زیادہ توجہ ہمیں بچیوں کی تعلیم و تربیت پر دینی چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سب سے زیادہ توجہ بچیوں کی تعلیم کتاب و سنت پر دیتے تھے۔ اس لئے انہوں نے قاسم العلوم کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کے لئے مدرسہ البنات بھی بنایا۔ الحمد للہ کہ ہزاروں بچیاں دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر قرآنی علوم کو پھیلا رہی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ یہاں کے مخیّر حضرات نے بچیوں کی تعلیم کے لئے باقاعدہ مدرسہ کا انتظام کیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ بچے کی پہلی اور اہم تربیت گاہ آغوش مادر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نپولین بونا پارٹ نے کہا تھا کہ:

GIVE ME a GOOD MOTHER
I WILL GIVE YOU a good
NATION

"مجھے ایک اچھی ماں دے دو میں تمہیں اچھی قوم دے دوں گا۔"

اس تقریب سے استاذ العلماء حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی نے خطاب کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کی تعلیم کو عام کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ حضرت اقدس نے آخر میں پاکستان اور عالم اسلام

کے لاینحل مسائل کے حل کے لئے پرسوز و پر درد دعا فرمائی۔

۵۔ جولائی بروز منگل بمطابق ۲۳۔ رمضان المبارک: حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے فاروق گنج کی جامع مسجد میں ختم قرآن پاک کی ایک پر رونق مجلس سے خطاب فرمایا۔ یہ مسجد جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بڑھیا کے عطیہ سے بنوائی تھی۔ اب بفضلہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر نو کر کے اُسے سہ منزلہ بنا دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس مسجد کی تعمیر جدید کے سلسلہ میں تعاون کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

اسی رات ٹمبر مارکیٹ لاہور میں مولانا الطاف صاحب والی جامع مسجد میں حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے ختم قرآن پاک کی مجلس میں شرکت فرمائی اس موقع پر بہت سے لوگوں نے فرداً فرداً ملاقات کر کے اپنے مسائل کے سلسلہ میں رہنمائی حاصل کی۔

۶۔ جولائی بروز بدھ: حضرت اقدس نے نماز تراویح کے بعد جامع مسجد انارکلی (مولانا ابراہیم صاحب والی) میں ختم قرآن پاک کی عظیم الشان مجلس سے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا علامہ نور الحسن صاحب عرصہ سترہ سال سے یہاں بعد نماز مغرب درس قرآن دیتے ہیں۔ ختم قرآن پاک کی اس مجلس میں شرکت کے بعد حضرت اقدس جناب حاجی ظہور صاحب کی دکان عنایت موتی چور پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ جناب حاجی ظہور صاحب ایک مخلص اور نیک سیرت ساتھی ہیں اور حضرت اقدس کے تعلق والوں میں سے ہیں۔ حضرت اقدس نے حاجی ظہور صاحب کے لئے اور اُن کے کاروبار میں برکت کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

یہاں سے فراغت کے بعد حضرت اقدس جالندھر موتی چور کے کارخانہ میں دُعا کے لئے تشریف لے گئے۔ جالندھر موتی چور کے پروپرائٹر حاجی رشید احمد صاحب نے تمام حاضرین کی مشروبات سے خاطر مدارت کی۔ اللہ انہیں صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے۔ اور چاند سا فرزند اپنی رحمت سے جلد عطا فرمائے اور تمام دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

۷۔ جولائی بروز جمعرات: اندرون لوہاری گیٹ لاہور میں پتھر والی مسجد میں قرآن پاک کی مجلس سے خطاب کیا۔ اس کے بعد حضرت اقدس توحید نگر کی جامع مسجد میں مولانا مقبول الرحمٰن کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں مدرسہ کا معائنہ بھی کیا۔ یہ مدرسہ حاجی محفوظ احمد صاحب کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاجی صاحب کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

۸۔ جولائی بروز جمعہ: حضرت اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ رات نماز تراویح کے بعد اپنی مسجد میں ہی دورۂ تفسیر کے طلبا کرام کو اسناد اور انعامات تقسیم کئے۔ اس کی علیحدہ رپورٹ گذشتہ شمارہ میں شائع ہو چکی ہے۔

۹۔ جولائی بروز ہفتہ: حضرت اقدس نے شاد باغ لاہور میں جناب حاجی رفیق احمد صاحب کے گھر ختم قرآن پاک کی مجلس سے خطاب کیا۔ حاجی صاحب کے فرزند ارجمند نے گھر میں نوافل میں قرآن پاک سنایا۔ حضرت اقدس نے حاجی صاحب حاضرین اور ان کے فرزند ارجمند کے لئے بہت سی دُعائیں کیں۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہی کوثر مسجد شاد باغ میں پہنچ کر ختم قرآن پاک کی مجلس سے خطاب کیا وہاں سے جناب محمود حسن پھر جناب بھائی خالد بٹ صاحب (شاد باغ) کے گھر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالےٰ خالد بٹ صاحب کو اپنی بہت سی عنایتوں اور رحمتوں سے نوازے۔ آمین

۱۰۔ جولائی بروز اتوار: بعد نماز تراویح کے بعد دیگرے پانچ پروگراموں میں شرکت فرمائی۔ پہلا پروگرام مسجد صحابہ کرام میں ختم قرآن پاک کی پُر وقار تقریب سے خطاب کیا۔ اُس کے بعد قلعہ لچھمن سنگھ کی چھوٹی مسجد میں ختم قرآن پاک کی مجلس سے خطاب کیا۔ یہاں سے فراغت کے بعد شاہ جمال کالونی میں مولانا سعید الرحمٰن علوی صاحب کے

ہاں ختم قرآن پاک کی عظیم الشان اور پُر وقار تقریب سے خطاب کیا۔ راستے میں پیر غازی روڈ میں رینا ٹیلرز پر خصوصی دعا فرمائی یہ دکان حاجی بشیر احمد صاحب کے بڑے صاحبزادے جناب شاہد انور نے کھولی ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہد صاحب کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

یہاں سے فراغت کے بعد جالندھر موتی چور کے پروپرائٹر جناب حاجی رشید صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اور سحری تک وہیں قیام فرمایا۔ حاجی رشید نے تمام ساتھیوں کے لئے سحری کا انتظام فرمایا ہوا تھا۔ اللہ انہیں اس کا بہترین صلہ اور اجر نصیب فرمائے۔ آمین

۱۲۔ جولائی بروز منگل بمطابق یکم شوال: حضرت اقدس نے باغ بیرون شیرانوالہ میں نماز عید پڑھائی۔ عرصہ تین سال کے بعد نماز عید کا اہتمام گراؤنڈ میں کیا گیا تھا۔ دور دراز سے بڑی تعداد میں لوگ نماز کے لئے تشریف لائے نماز اور خطبہ کے بعد حضرت اقدس سے مل کر احباب نے عید کی مبارک باد دی۔ بعد دوپہر جناب میاں اجمل صاحب اور میاں اکمل صاحب نے انجمن کے متعلقہ ساتھیوں کے ساتھ حضرت اقدس کی طرف سے کھانا تناول کیا۔

۱۴۔ جولائی بروز جمعرات:۔ حضرت اقدس نے جامع مسجد میں آیت کریمہ منعقد کرائی۔ عید الفطر کے بعد چونکہ یہ پہلی جمعرات تھی اور عید کی وجہ سے خیال تھا کہ شاید ساتھی بہت کم آئیں لیکن اس کے برعکس بڑی تعداد میں احباب تشریف لائے۔

حضرت مولانا قاری عبد الحمید جو بھوسہ منڈی راولپنڈی کی جامع مسجد کے خطیب ہیں اور سعودی سفارتخانے میں اہم فرائض انجام دیتے ہیں، نے حضرت اقدس سے خصوصی ملاقات کی اور اپنے مسائل کے سلسلہ میں حضرت اقدس سے رہنمائی حاصل کی۔

۲۰۔ جولائی بروز بدھ: صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری صاحب نے فیصل آباد میں ایک عظیم الشان عید ملن پارٹی سے خطاب کیا اور تازہ ترین جماعتی اور ملکی صورتِ حال پر تبصرہ فرمایا۔

۲۱۔ جولائی بروز جمعرات: صوبہ سندھ جونگل شکارپور سے ایک وفد حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اِس وفد کی قیادت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ جناب حاجی میر محمد صاحب کے بھتیجے کر رہے تھے۔ ان حضرات نے جمعرات کو مجلس ذکر کے بعد حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ یہ ساتھی ۲۱ سے ۲۴ تک شیرانوالہ میں قیام پذیر رہے اور مختلف اوقات میں حضرت اقدس سے ملاقات ہوتی رہی۔

۲۲۔ جولائی بروز جمعۃ المبارک: جناب الحاج عثمان غنی صاحب واہ کینٹ سے تشریف لائے اور نماز جمعہ کے بعد حضرت اقدس سے خصوصی ملاقات کی۔ خدام الدین کے سابق ایڈیٹر جناب ڈاکٹر مناظر حسین نظر صاحب نے بھی حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ اور سندھ سے حضرت مولانا ہارون صاحب نہر بچانی والوں نے بھی حضرت اقدس سے ملاقات فرمائی۔ نماز جمعہ کے بعد حضرت اقدس استاذ الحکماء جناب حکیم آزاد شیرازی صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ حکیم صاحب آجکل سخت علیل ہیں اُن پر ٹائیفائڈ کا شدید حملہ ہوا تھا۔ اور زور دار ہچکی بھی لگ گئی تھی۔ حضرت اقدس نے حکیم صاحب کی عیادت کرتے ہوئے فرمایا کہ حکیم صاحب آپ لوگوں کی شفا کے لئے دن رات کوشاں ہیں اللہ آپ کو ضرور صحت عطا فرمائے گا۔ اب خدا کے فضل و کرم سے حکیم صاحب کی صحت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حکیم صاحب کو صحت کاملہ عاجلہ نصیب فرمائے اور تا دیر سلامت رکھے۔ آمین

۲۸۔ جولائی بروز جمعرات:— دین پور شریف سے حضرت میاں سراج احمد صاحب کے پوتے اور حضرت میاں مسعود احمد صاحب کے فرزندانِ گرامی جناب زبیر احمد اور جناب محبوب احمد صاحبان تشریف لائے اور نماز جمعہ کے بعد جناب محبوب احمد نے حضرت اقدس سے بیعت کی۔

۲۹۔ جولائی بروز جمعۃ المبارک: مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے جامعہ قاسمیہ شاد باغ میں نماز جمعہ المبارک پڑھائی اور بعد نماز مغرب شیخوپورہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی۔

(باقی ص ۲۶ پر)

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے (مدیر)

میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد

ازقلم: مولانا قاضی مظہرحسین صاحب
قیمت: ۴/۵۰ روپے
ملنے کا پتہ: تحریک خدام اہلسنت چکوال، ضلع جہلم

میاں طفیل محمد صاحب مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے آج کل امیر ہیں اسی حوالہ سے رابطہ عالم اسلامی کے ممبر اور بہت کچھ ہیں۔ ایران کے خونی انقلاب اور اس کے قائد خمینی صاحب کے مداح — پوری جماعت اسلامی ایک طرف تو سعودی عرب سے محبت کا دم بھرتی اور پاکستان میں اسلامی نظام کا دعویٰ کرتی اور دوسری طرف ان دونوں کے بدترین دشمن خمینی صاحب اور ان کی حکومت کی خیرخواہ و ہواخواہ ہے — انہوں نے رابطہ کی ایک مجلس میں شیعہ سنی اتحاد کی بات کی اور بتایا کہ ان کی خواہش پر امام کعبہ کی سربراہی میں ایک وفد ایران گیا تاکہ اتحاد کی فضا ہموار ہو نیز یہ کہ وہاں فیصلہ کرایا گیا کہ مکہ معظمہ میں فریقین کے ذمہ دار علماء کا اجتماع ہو جس میں معاملات کو طے کیا جا سکے۔ بقول میاں صاحب شیعہ سنی جھگڑوں کے پیچھے امریکہ، اسرائیل، روس کسی کا بھی ہاتھ ممکن ہے — میاں صاحب چونکہ جماعت اسلامی کے سربراہ ہیں جس کے جماعتی لٹریچر میں تجدید و احیائے دین سے لے کر خلافت و ملوکیت تک جیسی زہریلی کتابیں موجود ہیں اس حوالہ سے اگر وہ شیعہ کے معاملہ میں نرم گوشہ رکھتے ہوں تو تعجب نہیں — ان کے نزدیک شیعہ سنی جھگڑوں کی پشت پر امریکہ، اسرائیل، روس کا ہاتھ ممکن ہے۔ لیکن میاں صاحب ایران اسرائیل گٹھ جوڑ کے معاملہ میں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ سعودی عرب اور پاکستان کے معاملہ میں ایرانی رویہ پر دم سادھے بیٹھے ہیں — ہمارے مخدوم مولانا قاضی مظہرحسین صاحب جو جماعت اسلامی کے معاملہ میں اپنے اکابر مولانا مدنی، مولانا لاہوری، شیخ الحدیث اور مولانا غلام غوث قدس سرہم کے مشن کے وارث ہیں، نے میاں صاحب کی اس دعوت کا تجزیہ کیا اور بڑے بے لاگ طریق سے ثابت کیا کہ شیعہ سنی معاملہ محض ایسا ویسا نہیں کہ مل بیٹھ کر حل ہو جائے گا اس کی پشت پر صدیوں کا شیعہ لٹریچر اور ان کی تاریخ ہے وہ قرآن کی تحریف کے قائل ہیں وہ صحابہ کے ایمان کے منکر ہیں اور ان جیسے متعدد عقائد رکھتے ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں — تو اتحاد کیسا؟ بہرطور یہ خوبصورت اور قیمتی رسالہ اس قابل ہے کہ ہر سنی فرد کے ہاتھ میں ہو اس کا انفرادی اور اجتماعی مطالعہ کیا جائے تاکہ شیعہ سنی مسئلہ کی حقیقت کے ساتھ ساتھ شیعہ جماعت اسلامی باہمی تعلق کا اندازہ ہو سکے۔ ہم اس بروقت رسالہ کی اشاعت پر قاضی صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کی درازی عمر وصحت کے لئے دعا گو ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور پاکستان

ازقلم: زاہد منیر عامر
قیمت: -/۱۰ روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ لولاک ریلوے جامع مسجد فیصل آباد

حضرت امیر شریعت قدس سرہٗ کی سیرت و سوانح اور ان کے افکار پر

متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں لیکن ۲۰۰ صفحات کی یہ کتاب جو ایک نوعمر طالب علم نے لکھی، سب پر بھاری اور ہمارے تاریخی لٹریچر میں شاندار اضافہ ہے — زاہد صاحب پڑھے لکھے دیندار گھرانے کے فرد ہیں تحریک آزادی سے انہیں بے حد دلچسپی تھی اسی نسبت سے وہ اس عنوان پر لٹریچر کا مطالعہ کرتے حتیٰ کہ ان کی نظریں امیر شریعت پر گڑ گئیں اور وہ ان کی توجہات کا مرکز بن گئے۔ پھر انہوں نے طول طویل سفر کر کے شاہ جی کے متعلق مواد جمع کیا لوگوں سے ملے خطوط لکھے اور ۲ سال کی تگ و دو کے بعد یہ کتاب لکھی جو ہم نے اتنی دلچسپی سے پڑھی کہ ایک ہی نشست میں ساری ختم کر ڈالی۔ شاہ جی کے متعلق ان کے صاحبزادے سید عطاء المحسن اور چند دوسرے احباب مولانا تاج محمود اور مولانا حبیب اللہ جالندھری کی تحریرات کے بعد شاہ جی ماہ و سال کے آئینہ میں اس طرح دکھائے گئے ہیں کہ ان کی پوری زندگی ایک فریم میں سامنے آگئی ہے اس کے بعد کتاب کا وہ اصل باب ہے جس کے لئے عزیزی زاہد صاحب نے ہزاروں صفحات پڑھے یعنی پاکستان اور شاہ جی — آپ کو اندازہ ہو گا کہ اس عظیم خطیب اور شریف انسان نے تقسیم ملک کے معاملہ میں اپنی مخلصانہ اختلافی رائے کا کس شرافت سے اظہار کیا اور پھر تقسیم کے بعد اپنے آپ کو اس نئے وطن کی تعمیر کے لئے کس طرح پیش کیا؟ لیکن قادیانی، منکرین خدا کمیونسٹ اور انگریز کے خوشہ چیں وڈیرے جو مسلم لیگ میں گھسے ہوئے تھے انہوں نے کیا رویہ اختیار کیا اور کس طرح اس شریف انسان اور پورے قافلہ پر طعنہ زنی کی — ہماری تاریخ کا یہ ایک المناک باب ہے، جسے مرتب شکل میں پیش کرنے کا سہرا ایک نوجوان کے سر ہے جسے اللہ نے نوجوانی میں بڑوں کا سا سلیقہ بخشا ہے — پاکستان کے آج کے مسائل اور یہاں کے عوام کی محرومیوں کی زہرہ گداز داستان اس باب کے بین السطور نظر آئے گی — اگلے باب میں امیر شریعت پر ہونے والے کام کی تفصیلی روداد ہے اور آخر میں علماء وصلحاء ادباء و شعراء کا خراج عقیدت — یہ کتاب بلاشبہ ہمارے کلاسیکل لٹریچر کا حصہ ہے اور اس قابل کہ ہر پڑھا لکھا نوجوان بلکہ بوڑھا بھی اسے حاصل کر کے اس سے استفادہ کرے کہ تاریخ ماضی کے کئی گوشے سامنے آئیں گے — اللہ تعالےٰ زاہد میاں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور بیش از بیش ترقیوں سے نوازے۔

نقد و تبصرہ بر کنزالایمان و خزائن العرفان

بریلوی جماعت کے سرخیل و امام مولوی احمد رضا خاں اور انکے شاگرد رشید مفتی نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر پر یہ عالمانہ اور ناقدانہ تبصرہ شیخ الحدیث مولانا السید حامد میاں صاحب مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور کے قلم سے ہے جو مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ خانوخیل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان نے بڑی خوبصورتی سے چھاپا ہے۔ بریلوی احباب بعض ممالک میں اس ترجمہ و تفسیر پر پابندی کے بعد بڑے برہم ہیں اور گلی گلی کانفرنسیں کر کے اس ترجمہ و تفسیر کے محاسن گنوا رہے ہیں لیکن اس رسالہ سے آپ کو معلوم ہو گا کہ اعلحضرت اور ان کے شاگرد رشید ترجمہ و تفسیر میں کس طرح بہکے ہیں اور کس طرح جگہ جگہ ٹھوکریں کھائی ہیں — اگر بریلوی احباب جماعتی عصبیت سے بالاتر ہو کر اس رسالہ کو پڑھیں گے تو حقیقت واضح ہو جائے گی اور راہ حق و مستقیم واضح ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ سب کو صراط مستقیم پر چلنے اور استقامت کی توفیق بخشے۔

تحفہ رحمانی فی تجوید قرآنی اور متشابہات القرآن

یہ دونوں رسالے جناب حافظ القاری عبدالرحمٰن صاحب رحمانی مہتمم مدرسہ تجوید القرآن نزد بنگلہ انہار کہروڑ پکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان کی محنت و کاوش کا نتیجہ ہیں تحفہ رحمانی ۱۷۲ اور متشابہات القرآن ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے دونوں کی کتابت، طباعت، کاغذ، ٹائیٹل سب خوب سے خوب تر

ہیں پہلے رسالہ کی قیمت ۱۵/- روپے اور دوسرے کی ۴/- روپے ہے۔ تجوید کے ضمن میں متعدد بزرگوں کی نادر تالیفات موجود ہیں بالخصوص فوائد مکیہ اور جمال القرآن کو بڑی اہمیت حاصل ہے لیکن موجودہ دور کے تقاضے، لوگوں کی کم ہمتی سہل انگاری اور اس قسم کے معاملات کو دیکھ کر قاری صاحب نے بڑے سادہ سلیس اور شگفتہ انداز میں وقتی ضروریات سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی ہے جسے اساتذہ فن نے کھلے دل سے سراہا اور داد دی اس طرح یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اللہ تعالٰی مصنف کو جزائے خیر دے۔

دوسرا رسالہ متشابہات قرآن سے متعلق ہے جو قرآن عزیز کا ایک اہم موضوع ہے۔ اچھے اچھے قراء و حفاظ متشابہات میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور زیر درس بچے اس معاملہ میں سب سے زیادہ پریشان ہوتے ہیں۔ قاری صاحب موصوف نے محنت و سلیقہ سے اس رسالہ کو مرتب کر کے ایک خوشگوار خدمت سرانجام دی اللہ تعالٰی قبول کرے ۔۔۔ مصنف کے پتہ سے ہر دو رسالے حاصل کریں۔

بقیہ : شب و روز

یکم اگست بروز پیر: گوجرانوالہ میں مولانا محمد اجمل قادری صاحب نے سیدنگری بازار میں مجلس ذکر سے خطاب کیا اور مجلس ذکر منعقد کروائی۔ مجلس ذکر کے بعد احباب نے میاں صاحب سے ملاقات کر کے بعض مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔

۵۔ جولائی بروز جمعۃ المبارک: مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے نشاط کالونی آر اے بازار لاہور میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۷۔ جولائی بروز اتوار: جناب مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے سید مقصود شاہ صاحب کے ہاں ایک تقریب میں شرکت کی۔ یہ تقریب مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری جناب ملک محمد قاسم کی حج پر روانگی کے سلسلہ میں منعقد کی گئی تھی۔ اس تقریب میں ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں کے اکثر رہنماؤں نے شرکت کی۔

۹۔ جولائی بروز منگل: حضرت اقدس کے خاص ساتھی گوجرانوالہ کے ممتاز صنعت کار جناب میاں رحمت صاحب کے بڑے بھائی میاں نذیر صاحب قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں نذیر صاحب آیت کریمہ اور مجلس ذکر میں بڑے شوق سے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت اقدس نے چمڑہ منڈی لاہور میں مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

کل من علیہا فان

گوجرانوالہ میں ہمارے حلقہ کے ایک پرانے بزرگ جناب صوفی جمال اللہ گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُون۔

مرحوم انجمن اسلامیہ گوجرانوالہ اور ہائی سکول کے بانی تھے اور دینی و تعلیمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ انہوں نے مدرسہ امداد الاسلام کے نام سے محلہ نور باوا میں دینی مدرسہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ جہاں محقق عالم حضرت مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اب یہ ساری ذمہ داریاں مرحوم کے فرزند جناب پروفیسر عبداللہ جمال کے کندھوں پر پڑی ہیں۔ اللہ تعالٰی مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

گوجرانوالہ میں ہی ہمارے کرم فرما حاجی بشیر احمد صاحب بوہڑ کی اہلیہ محترمہ اور جناب میر ریاض احمد آف میر سٹیل بیس سٹیل کے چچا محترم گزشتہ روز انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور نے تینوں مرحومین کے لئے بطور خاص دعا کی ہے۔ ادارہ خدام الدین مرحومین کے جملہ متوسلین کے غم میں شریک ہے اور مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے دعاگو ہے۔

طبی مشورے

براہِ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

لکنت

س : بندہ نے قرآن پاک حفظ کیا ہے اور اب مدرسہ حقانیہ میں دینی کتب پڑھتا ہے۔ لیکن زبان میں لکنت ہے۔ جب بھی قرآن پاک یا دوسری کتابیں پڑھتا ہوں زبان اٹکی رہتی ہے۔ جس سے بہت تنگی محسوس ہوتی ہے براہِ مہربانی کوئی علاج تحریر فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ کیا اس کا اپریشن ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(عمر فاروق القاسمی ساہیوال (سرگودھا))

ج : روزانہ صبح سویرے ایک کپ پانی میں ایک چمچی شہد خالص جوش دے کر نیم گرم پیا کریں۔ بکری کے گوشت کا شوربا زیرہ، دارچینی، سیاہ مرچ ملا کر پکائیں اور اس میں روٹی بھگو کر کھائیں۔ لاہوری نمک اور نوشادر پیس کر دن میں ایک مرتبہ زبان پر ملا کریں جس سے لعاب دہن خارج ہو۔

رات سوتے وقت دارچینی پیس کر شہد میں ملا کر زبان پر ملا کریں۔

اپریشن کے سلسلے میں کسی ہسپتال سے رجوع کریں۔

بلغمی کھانسی

س : مجھے بچپن سے کھانسی کی بیماری لاحق ہے۔ اکثر وقت کھانسی میں گزرتا ہے۔ حتّٰی کہ ہنسنے، دوڑنے اور زیادہ تیز پڑھنے کی صورت میں بہت زیادہ کھانسی ہوتی ہے۔ کھانسی کے ساتھ سینہ میں سوزش ہوتی ہے اور بلغم بہت آتی ہے۔ بہت خراب بلغم کم از کم دن میں ایک پیالہ آتی ہے۔ جسمانی لحاظ سے بہت کمزور ہوں بہت سے معالجین سے علاج کرایا لیکن کچھ فائدہ نہیں۔ بڑا گوشت چاول آلو وغیرہ نقصان دیتے ہیں اور سرد چیزوں سے بھی حالت زیادہ خراب ہوتی ہے۔

(محمد خلیف ارباب کرم خان روڈ ملی کوئٹہ)

ج : آپ مندرجہ ذیل جوشاندہ روزانہ صبح و شام ایک مہینے تک پئیں اور پھر کیفیت سے مطلع کریں۔

(۱) عناب ولائتی ۷ عدد، (۲) برگ گاؤزبان ۳ ماشہ (۳) زوفا ۳ ماشہ (۴) سپستان کوفتہ ۷ عدد (۵) اصل السوس ۳ ماشہ (۶) بنفشہ ۳ ماشہ (۷) برگ بانسہ ۳ ماشہ (۸) انجیر ۱ عدد۔

چاول، آلو، اروی، بھنڈی، دال ماش اور دوسری لیسدار اشیاء سے پرہیز کریں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

نماز ترک کرنا

تَرْکُ الصَّلٰوۃِ شِرْکٌ

ترجمہ: نماز کا چھوڑ دینا شرک ہے۔ (محمد انیس)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ —— ہفت روزہ خدام الدین لاہور —— فون رہائش ۳۱۱۱۸۲ / مدرسہ ۶۴۹۸۰

حضرت شیخ التفسیرؒ کا ترجمہ و حاشیہ

قرآن عزیز

قسم اول پارے ۱/۱۰

قسم دوم پارے ۱۱/۲۰

مکتبہ انجمن خدام الدین لاہور

منظور شدہ محکمہ تعلیم

۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۷ (۲) ۱۹۵۶ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۲۳۶۷ T.B.C - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۲۰۷۶۷ - D.O.9 مورخہ ۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲/۶۰/۴۰ - ۳۱۵۴۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء